﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿.....عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

# الفضل

ہفت روزہ انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد22 | جمعۃ المبارک15 مئی 2015ء | 26رجب 1436 ہجری قمری ❁ 15ہجرت 1394 ہجری شمسی | شمارہ20

## غریبوں کا مال

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجتے ہوئے فرمایا:۔
زکوٰۃ وہ مبارک ٹیکس ہے جو قوم کے غنی اور دولتمند لوگوں سے وصول کیا جاتا ہے اور قوم کے غریب اور حاجتمند لوگوں کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب وجوب الزکوٰۃ حدیث نمبر 1308)

## ﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو شخص خدا تعالیٰ کی ان صفات کو جو درحقیقت اُس کا حُسن اور جمال ہے احسان کے رنگ میں بھی دیکھ لیتا ہے تو اُس کا ایمان نہایت درجہ قوی ہو جاتا ہے اور وہ خدا کی طرف ایسا کھنچا جاتا ہے جیسا کہ ایک لوہا آہن رُبا کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اُس کی محبت خدا سے بہت بڑھ جاتی ہے اور اس کا بھروسا خدا پر بہت قوی ہو جاتا ہے۔

**استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔**

’’اور جو شخص خدا تعالیٰ کی ان صفات کو جو درحقیقت اُس کا حُسن اور جمال ہے احسان کے رنگ میں بھی دیکھ لیتا ہے تو اُس کا ایمان نہایت درجہ قوی ہو جاتا ہے اور وہ خدا کی طرف ایسا کھنچا جاتا ہے جیسا کہ ایک لوہا آہن رُبا کی طرف کھنچا جاتا ہے۔ اُس کی محبت خدا سے بہت بڑھ جاتی ہے اور اس کا بھروسا خدا پر بہت قوی ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ وہ اس بات کو آزما لیتا ہے جو اُس کی تمام بھلائی خدا میں ہے اس لئے اس کی امیدیں خدا پر نہایت مضبوط ہو جاتی ہیں اور وہ طبعًا نہ کسی تکلّف اور بناوٹ سے خدا کی طرف جھکا رہتا ہے اور اپنے تئیں ہر دم خدا سے مدد پانے کا محتاج دیکھتا ہے اور اس کی ان صفات کاملہ کے تصور سے یقین رکھتا ہے کہ وہ ضرور کامیاب ہوگا کیونکہ خدا کے فیض اور کرم اور جُود کے بہت سے نمونے اس کا چشم دید مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی دعائیں قوّت اور یقین کے چشمہ سے نکلتی ہیں اور اس کا عقد ہمت نہایت مضبوط اور مستحکم ہوتا ہے اور آخر کار بمشاہدہ آلاء اور نعماءِ الٰہی کے نُورِ یقین بہت زور کے ساتھ اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے اور اس کی ہستی بکلّی جل جاتی ہے۔ اور بباعث کثرت تصوّرِ عظمت اور قُدرتِ الٰہی کے اس کا دل خدا کا گھر ہو جاتا ہے۔ اور جس طرح انسان کی روح اس کے زندہ ہونے کی حالت میں کبھی اس کے جسم سے جدا نہیں ہوتی اسی طرح خدائے قادر ذوالجلال کی طرف سے جو یقین اس کے اندر داخل ہوا ہے وہ کبھی اس سے علیحدہ نہیں ہوتا اور ہر وقت پاک روح اس کے اندر جوش مارتی رہتی ہے اور اُسی پاک روح کی تعلیم سے وہ بولتا اور حقائق اور معارف اُس کے اندر سے نکلتے ہیں۔ اور خدائے ذوالعزّت و الجبرُوت کی عظمت کا خیمہ ہر وقت اُس کے دل میں لگا رہتا ہے۔ اور یقین اور صدق اور محبت کی لذّت ہر وقت پانی کی طرح اس کے اندر بہتی رہتی ہے جس کی آبپاشی سے ہر یک عضو اس کا سیراب نظر آتا ہے۔ آنکھوں میں ایک جدا سیرابی مشہود ہوتی ہے۔ پیشانی پر الگ ایک نور اُس سیرابی کا لہراتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور چہرہ پر محبت الٰہی کی ایک بارش برستی ہوئی محسوس ہوتی ہے اور زبان بھی اُس نور کی سیرابی سے پورا حصہ لیتی ہے۔ اسی طرح تمام اعضاء پر ایک ایسی شگفتگی نظر آتی ہے جیسا کہ ابر بہار کے برسنے کے بعد موسم بہار میں ایک دلکش تازگی درختوں کی ٹہنیوں اور پتوں اور پھولوں اور پھلوں میں محسوس ہوتی ہے۔ لیکن جس شخص میں یہ روح نہیں اُتری اور یہ سیرابی اُس کو حاصل نہیں ہوئی اُس کا تمام جسم مردار کی طرح ہوتا ہے۔ اور یہ سیرابی اور تازگی اور شگفتگی جس کی قلم تشریح نہیں کر سکتی یہ اس مردار دل کو مل ہی نہیں سکتی جس کو نورِ یقین کے چشمہ نے شاداب نہیں کیا بلکہ ایک طرح کی سڑی ہوئی بدبو اس سے آتی ہے۔ مگر وہ شخص جس کو یہ نور دیا گیا ہے اور جس کے اندر یہ چشمہ پھوٹ نکلا ہے اس کی علامات سے یہ ایک علامت ہے کہ اس کا جی ہر وقت یہی چاہتا ہے کہ ہر یک بات میں اور ہر یک قول میں اور ہر یک فعل میں خدا سے قوّت پاوے اُسی میں اُس کی لذّت ہوتی ہے اور اسی میں اس کی راحت ہوتی ہے وہ اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا۔ اور قوت پانے کے لئے جو الفاظ خدا کے کلام میں مقرر کئے گئے ہیں وہی ہیں جو استغفار کے نام سے مشہور ہیں۔

استغفار کے حقیقی اور اصلی معنے یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفْر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُسْتَغْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے۔ لیکن بعد اس کے عام لوگوں کے لئے اس لفظ کے معنے اور بھی وسیع کئے گئے اور یہ بھی مراد لیا گیا کہ خدا گناہ کو جو صادر ہو چکا ہے ڈھانک لے۔ لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے۔ کیونکہ خدا انسان کو پیدا کرکے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیّوم بھی ہے۔ یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس جبکہ خدا کا نام قیّوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا اس لئے انسان کے لئے لازم ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیّومیت کے ذریعہ سے بگڑنے سے بچاوے کیونکہ خدا کی خالقیّت نے انسان پر یہ احسان کیا کہ اس کو خدا کی صورت پر بنایا۔ پس اسی طرح خدا کی قیّومیت نے تقاضا کیا کہ وہ اس پاک نقشِ انسانی کو جو خدا کے دونوں ہاتھوں سے بنایا گیا ہے پلید اور خراب نہ ہونے دے لہٰذا انسان کو تعلیم دی گئی کہ وہ استغفار کے ذریعہ سے اُس کی قیّومیت سے قوت طلب کرے۔ پس اگر دنیا میں گناہ کا وجود بھی نہ ہوتا تب بھی استغفار ہوتا کیونکہ دراصل استغفار اس لئے ہے کہ جو خدا کی خالقیّت نے بشریّت کی عمارت بنائی ہے وہ عمارت مسمار نہ ہو اور قائم رہے اور بغیر خدا کے سہارے کے کسی چیز کا قائم رہنا ممکن نہیں۔ پس انسان کے لئے یہ ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے اسی کی طرف قرآن شریف میں یہ اشارہ فرمایا گیا ہے کہ اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ، اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (البقرۃ:256) یعنی خدا ہی ہے جو قابل پرستش ہے کیونکہ وہی زندہ کرنے والا ہے اور اسی کے سہارے سے انسان زندہ رہ سکتا ہے۔ یعنی انسان کا ظہور ایک خالق کو چاہتا تھا اور ایک قیّوم کو تا خالق اس کو پیدا کرے اور قیّوم اس کو بگڑنے سے محفوظ رکھے۔ سو وہ خدا خالق بھی ہے اور قیّوم بھی۔ اور جب انسان پیدا ہو گیا تو خالقیّت کا کام تو پورا ہو گیا مگر قیّومیت کا کام ہمیشہ کے لئے ہے اسی لئے دائمی استغفار کی ضرورت پیش آئی۔ غرض خدا کی ہر ایک صفت کے لئے ایک فیض ہے پس استغفار صفت قیّومیّت کا فیض حاصل کرنے کے لئے کرتے رہنے کی طرف اشارہ سورۃ فاتحہ کی اس آیت میں ہے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (الفاتحۃ:5) یعنی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی اس بات کی مدد چاہتے ہیں کہ تیری قیّومیّت اور ربوبیّت ہمیں مدد دے اور ہمیں ٹھوکر سے بچاوے تا ایسا نہ ہو کہ کمزوری ظہور میں آوے اور ہم عبادت نہ کر سکیں۔

اس تمام تفصیل سے ظاہر ہے کہ استغفار کی درخواست کے اصل معنی یہی ہیں کہ وہ اس لئے نہیں ہوتی کہ کوئی حق فوت ہو گیا ہے بلکہ اس خواہش سے ہوتی ہے کہ کوئی حق فوت نہ ہو اور انسانی فطرت اپنے تئیں کمزور دیکھ کر طبعًا خدا سے طاقت طلب کرتی ہے جیسا کہ بچہ ماں سے دودھ طلب کرتا ہے‘‘۔ ..........(عصمت انبیاء علیہم السلام۔ روحانی خزائن جلد18 صفحہ 669-673)

☆......☆......☆

# نعت خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وسلم

کلام مکرم مولانا ظفر محمد صاحب ظفرؔ (مرحوم)

یہ نظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے ایک خاص واقعہ کی ترجمان ہے۔ جنگ حُنین میں کافروں نے جب اردگرد کی پہاڑیوں سے مسلمانوں پر تیروں کی بوچھاڑ کردی تو مسلمانوں کی سواریاں بھاگ اُٹھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجز چند صحابہؓ کے تنہا میدان میں رہ گئے مگر اس حالت میں بھی حضور آگے بڑھ رہے تھے۔ حضرت عباسؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنا چاہا۔ تو آپؐ نے فرمایا مجھے مت روکو۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

اس نظم میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

یا حبیبَ اللہ ، اللہ کے مُحِب   جانتا تھا مسمریزم تُو نہ طِب
صدیوں کے بیمار اچھے کر دیئے   تو ہے عیسٰی یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

تھی سلیماں کی حکومت رِیح پر   آپؐ بھی ان سے نہیں ہیں کم مگر
مَـــارَمَیْـــتَ پرذرا کیجئے نظر   تو سُلیماں یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

حق نے بخشا تجھ کو وہ فصل الخطاب   جس سے عاجز آگئے اہلِ کتاب
تھی تِری تقریر ہر اک لا جواب   تو ہؤا داؤد یا ابن المطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

موسوی اعجاز اِنشقّ الحجر   آپ کا اعجاز و انشق القمر
دونوں میں ہے قدرتِ حق جلوہ گر   تو ہے موسٰی یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

معرفت کا تو ہے وہ بحرِ عظیم   محوِ حیرت ہے جہاں چشمِ کلیم
کشتیٔ مسکین و دیوارِ یتیم   تو خضر ہے یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

یُوسُفِ مظلوم جُبّ میں مضطرب   اور غارِ ثور میں تو محتجب
ظالموں پر قحط آیا "فَـارْتَقِبْ"   تو ہے یوسف یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

کعبۃُ اللہ میں جو رکھے تھے صنم   جن کے آگے گردنیں تھیں سب کی خَم
کردیئے اُن سب کے تُو نے سر قلم   تُو ہے ابراہیم یا ابن المطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

جب ضلالت کا بپا طوفان تھا   غرقِ بحرِ معصیت انسان تھا
اس گھڑی میں تُو ہی کشتی بان تھا   نُوح ہے تو یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

تو ہے سرِّ ابتدائے زندگی   تیری ہستی منتہائے زندگی
تجھ سے وابستہ بقائے زندگی   تُو ہے آدم یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

الغرض جتنے ہوئے پیغامبر   تھے وہ جن جن خوبیوں سے بہرہ وَر
تُو ہے جامع سب کا قصّہ مختصر   یا محمد یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

تیرے دم سے ہم ہوئے خیر الاُمم   تیرے بڑھنے سے بڑھا اپنا قدم
ختم تجھ پر خوبیاں کانِ کرم   تُو ہے خاتَم یا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

اہلِ تثلیث و یہود و بُت پرست   تُو اکیلے نے ہی دی سب کو شکست
چھاگئے رُوئے زمیں پر تیرے مست   یا جریَّ اللہ یا ابن المطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

جب جگا کر تجھ سے دشمن نے کہا   کون اب تجھ کو بچائے گا بتا
مُسکرا کر آپؐ نے فرما دیا   "میرا مولیٰ" یا ابنَ عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

یـا مُطیعَ الْاَمرِ "واسْجدُ وَاقْتَرِب"   اِنَّ قلبی نحو حُسنِکَ قَد جُذِب
وَالْـجَـنـانُ فی فِراقِکَ مُضطرِب   یـا مـحـمـد یـا ابن عبدالمطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

روزِ محشر جب نبی جائیں گے ڈر   خلق کی ہوگی فقط تجھ پر نظر
تب پکارے گا تجھے آثم ظفرؔ   یا شفیعَ الخَلقِ یا ابن المطّلب
لَا کَذِبُ اَنْتَ النَّبِیُّ لَا کَذِبُ

نوٹ: یہ نظم الفضل قادیان 23 نومبر 1945ء میں شائع ہوئی۔ بعد میں رسالہ الفرقان خاتم النبیین نمبر دسمبر 1952ء صفحہ 63,64 میں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے اسے شائع کرتے ہوئے یہ نوٹ تحریر فرمایا:۔

"یہ پُر کیف نظم جناب مولوی ظفر محمد صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے ایک خاص ساعت میں لکھی ہے۔ اس میں غزوہ حنین کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فوجِ اعداء میں گھر جانے کے باوجود اَنَـا الـنَّبِـیُّ لَا کَـذِبْ ، اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ کہتے ہوئے آگے بڑھنے کا نظارہ سامنے ہے۔ شاعر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جامعیت اور خاتمیت کو دلکش انداز میں قلم بند کیا ہے۔ جزاہ اللّٰہ خَیرًا" (ابوالعطاء)

(روزنامہ الفضل 10 مارچ 2014ء صفحہ 2)

## مستقل پاک تبدیلی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یاد رکھیں کہ اگر انقلاب لانا ہے، اگر اُس ذمّہ داری کو نبھانا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو پورا کرنے کے لئے ہم پر ہے، اگر بیعت کا حق ادا کرنا ہے تو مسجدوں کی یہ رونقیں عارضی نہیں بلکہ مستقل قائم کرنی ہوں گی۔ اپنی تمام حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔ اپنی عبادتوں کے معیار بڑھانے ہوں گے۔ نشان تبھی ظاہر ہوں گے جب صبر اور صلوٰۃ کے حق ادا ہوں گے۔ جب اپنے نفس کو کامل طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہم فنا کریں گے۔ جب توحید پر قائم ہونے کا حق ادا کریں گے۔ اور جب یہ ہوگا تو اِنَّ اللّٰـہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کا نظارہ بھی ہم دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ خود مدد کے لئے اُترے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تمام تر طاقتوں اور حسن کے جلووں سے ہماری مدد کو آئے گا اور دنیا دار ممالک اور دنیاوی طاقتوں کے عوام کے دل اللہ تعالیٰ اس طرف پھیر دے گا۔ ہمارے کاموں میں برکت پڑے گی اور دنیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو پہچان کر آپ کے جھنڈے تلے آئے گی۔ توحید کا قیام ہوگا اور خدا تعالیٰ کی ذات کے انکاری خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنا حق ادا کرکے یہ نظارے دیکھنے والے ہوں۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 22 نومبر 2013ء)

# مَصالِحُ الْعَرَب

## (عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
## گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

**قسط نمبر 349**

## مکرم مصطفیٰ ابوشیماء صاحب

مکرم مصطفیٰ ابوشیماء صاحب لکھتے ہیں:۔

میرا تعلق مراکش سے ہے جہاں میری پیدائش مالکی فرقہ کے پیروکار ایک سنّی گھرانے میں ہوئی۔نوجوانی کی عمر کو پہنچا تو معمولی دینی علوم تو سیکھے لیکن میں نام کا مسلمان رہا جس کا دینی شعائر کی ادائیگی کی طرف کچھ دھیان نہ تھا۔میں کبھی کبھار احمد دیدات کی بعض ویڈیوز دیکھتا اور مسیح دجال کے بارہ میں بعض کتب بھی پڑھتا لیکن اس کا مقصد دینی علم کا حصول نہ تھا۔

### پہلا اشارہ

1997ء کی بات ہے کہ ہمارے ملک میں سیٹلائٹ ڈش عام ہوئی تو میرے بھائی نے اس کام میں اس حد تک دلچسپی لی کہ ڈش لگانا اور مختلف چینلز کی تلاش کرنا اس کا محبوب مشغلہ بن گیا۔وہ گھر میں بھی ہر وقت اسی کام میں ہی مشغول رہتا۔ایک روز میں بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا اور مختلف چینلز دیکھنے لگا۔ان میں سے ایک چینل ایسا بھی دیکھا جس پر اس وقت ایک شخص مختلف مرد حضرات اور بچوں کے درمیان بیٹھا تھا۔بعد میں جب سویا تو خواب میں مَیں نے یہی منظر دوبارہ دیکھا لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس منظر میں اُس شخص کے عمامے پر ایک خوبصورت پرندے کو اڑتے ہوئے دیکھا۔باوجود اس کے کہ مجھے اس شخص سے کوئی سروکار نہ تھا۔نہ میں اسے جانتا تھا اور نہ ہی جاننے کی خواہش تھی پھر بھی یہ تصویر میرے دماغ میں اٹک کر رہ گئی۔

### شک کا بیج

تقریبًا سات سال کے بعد 2004ء کے اواخر میں مبارک نامی میرا ایک دوست مجھے ملنے کے لئے آیا تو اس نے باتوں باتوں میں ایک عیسائی چینل کے اسلام کے خلاف حملے کا ذکر کیا۔ نیز بتایا کہ یہ چینل نہ صرف اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑاتا ہے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی الزام تراشی کرتا ہے۔میں نے اپنے دوست سے اس عیسائی چینل کی فریکوئینسی لے لی اور پھر اس چینل کو دیکھنے لگا۔مسلسل کئی روز تک ایک دریدہ دہن پادری کے اسلام مخالف پروگرامز دیکھنے کے بعد مجھے غصہ آنا شروع ہوگیا اور اسلام کے دفاع کی غیرت جوش مارنے لگی۔میں نے سوچا کہ پہلے مجھے ان روایات کی حقیقت کے بارہ میں تحقیق کرنے کی ضرورت ہے جو پادری اسلام کے خلاف پیش کررہا ہے۔چنانچہ میں نے اس کے بیان کردہ بعض امور خصوصًا ناسخ ومنسوخ کے نوٹس بھی لینے شروع کردیئے۔ پادری مسلمانوں کی کتب کے حوالے پیش کرتا اور کہتا کہ قرآن میں بعض لمبی سورتیں بھی تھیں جو بھلا دی گئیں یا قرآن سے نکال دی گئیں۔ پادری کے پیشکردہ حوالوں میں سے بعض کا تعلق تفسیر ابن کثیر سے تھا لہٰذا میں نے ان حوالہ جات کی صداقت جاننے کے لئے یہ کتاب خرید لی، اور پھر جب کھول کر پڑھی تو خلافِ توقع اس میں پادری کی پیش کردہ روایات موجود پائیں۔ یہ سب کچھ دیکھ کر میرے دل میں شک کا بیج پیدا ہوگیا۔

اس شک کے بیج کی آبیاری پادری کے چیلنج نے کی کیونکہ وہ بڑی تحدّی کے ساتھ علمائے اسلام اور شیوخِ عظام کو مقابلے کے لئے بلاتا تھا لیکن علماء کی طرف سے بےحسی اور خاموشی تعجب انگیز تھی۔میں سوچتا تھا کہ شاید کسی مولوی نے تو اس کا جواب دیا ہوگا۔لیکن کئی ماہ تک تمام مذہبی چینلز کو دیکھنے کے باوجود مجھے اس کو جواب دینے والا کوئی عالِم نظر نہ آیا۔

### ایمان کو ثریّا سے زمین پر لانے والے

کچھ عرصہ کے بعد میرا دوست ’’مبارک‘‘ دوبارہ مجھے ملنے آیا تو ہمارے مابین اسی عیسائی چینل کے بارہ میں بات ہونے لگی۔ اس نے بتایا کہ ایک انڈین چینل نے پادری کے الزامات کا جواب دیا ہے۔

میں نے کہا کہ یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ عرب خاموش ہیں اور انڈین اسلام کا دفاع کررہے ہیں؟اور یہ انڈین اسلام کا دفاع کس زبان میں کررہے ہیں؟

اس نے بتایا کہ اس چینل کی نشریات میں کچھ گھنٹوں کی عربی سروس بھی ہے جس میں دیگر عربی پروگراموں کے علاوہ ایک لائیو پروگرام کے ذریعہ اسلام کا دفاع کررہے ہیں۔میرے لئے یہ خبر بہت حیران کن تھی۔لیکن اسے سن کر عجمیوں کے ثریّا سے ایمان کو زمین پر لانے کی یہ پہلی تصویر میرے ذہن میں راسخ ہوگئی۔

میں نے اس انڈین چینل کی فریکوئینسی لی اور پروگرام الحوار المباشر دیکھنے لگ گیا۔مجھے ان کا انداز اور دلائل بہت پسند آئے اور پھر میں اسی کا ہی ہوکر رہ گیا۔دو سے تین سال تک میں یہی چینل دیکھتا رہا۔پھر اس چینل پر مجھے وہ شخص بھی مل گیا جس کے بارہ میں قبل ازیں مَیں نے دیکھا تھا کہ اس کے عمامہ کے اوپر خوبصورت پرندہ اڑ رہا تھا۔یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تھے۔ان کو دیکھ کر مجھے امام مہدی کے بارہ میں ایک قدرے غیر معروف حدیث بھی یاد آگئی جس میں یہ ذکر ہے کہ امام مہدی کے سر پر عمامہ ہوگا، اور اس کے بارہ میں ایک منادی کرنے والا کہے گا کہ یہ خلیفۃ اللہ ہے اس کی پیروی کرلو۔

### حقائق جاننے کے باوجود بدظنّی

یہ سب کچھ دیکھ کر میرا دل مطمئن ہوگیا اور میں نے کہا کہ اگر اسلام کا صحیح چہرہ دکھانے والے لوگ کہیں ہیں جو اسلام کے خلاف ہر قسم کے الزامات کا ٹھوس جواب دیتے ہیں تو وہ احمدی ہی ہیں۔ نیز یہ کہ میں اگر ایم ٹی اے نہ دیکھتا تو یقینًا دجالی فتنہ کا شکار ہونے کے قریب پہنچ چکا تھا۔

ایم ٹی اے دیکھنے سے مجھے یہ بھی پتہ چلا کہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسیح ومہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔میں اپنے دوست ’’مبارک‘‘ کے ساتھ بحث کرتا اور کہتا کہ یہ شخص بیک وقت مسیح ومہدی کیسے ہوسکتا ہے؟

پھر میں نے عربی ویب سائٹ کا ایڈریس لیا اور اس پر موجود کتب کا مطالعہ شروع کردیا۔اکثر امور کے بارہ میں مطالعہ کے بعد میری تسلی ہوجاتی لیکن بعد میں پھر شک اور تردّد پیدا ہونا شروع ہوجاتا۔دیگر مسلمانوں کی احمدیت کے بارہ میں رائے جاننے کے لئے میں مختلف چینلز دیکھتا تو وہاں پر احمدیت کے خلاف بڑا خطرناک پروپیگنڈہ دیکھ کر عجیب شش وپنج کا شکار ہوجاتا کیونکہ ایک طرف ان تمام چینلز نے دریدہ دہن پادری کے الزامات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا، دوسری طرف جس واحد جماعت نے اس پادری کا منہ توڑ جواب دیا تھا اس کے خلاف ان سب نے محاذ کھول رکھا تھا۔اس کے باوجود ان چینلز پر احمدیت کے خلاف باتیں سن سن کر میرا دل احمدیت سے بدظن ہونے لگا۔اور اس بات کا مجھ پر اس قدر اثر ہوا کہ میں نے خود بھی ایم ٹی اے سے کنارہ کشی اختیار کرلی اور دوسروں کے لئے بھی ایم ٹی اے دیکھنے کی ممانعت کے فتوے دینے لگ گیا۔

### دعا،نشان اور بیعت

2006ء کے رمضان المبارک کی 27ویں کی رات تھی۔اس رات کو ہمارے ملک میں عمومًا لیلۃ القدر کہا جاتا ہے اور مساجد میں ساری رات باجماعت نوافل کی ادائیگی کی جاتی ہے۔اس رات میں نے بھی مسجد میں جماعت کے ساتھ نوافل پڑھے اور بہت تضرع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور دعائیں کیں کہ مجھے حق دکھادے اور اس کی پیروی کرنا میرے لئے آسان کردے۔

میرا دفتر مسجد کے قرب میں ہی واقع تھا۔کثرتِ عبادت کی وجہ سے جب تھک گیا تو میں کچھ دیر کے لئے اپنے دفتر میں آ گیا۔ایسے میں مَیں نے کمپیوٹر کھولا اور اس پر غیر ارادی طور پر جماعت کی عربی ویب سائٹ کھول کر حقیقتِ ملائکہ کے عنوان کے تحت لکھے ہوئے مضمون کو پڑھنے لگا۔ دوسری طرف مسجد میں جماعت کے ساتھ نوافل کی ادائیگی جاری تھی۔ملائکہ کے بارہ میں مضمون پڑھتے پڑھتے جب میں ایک آیت پڑھنے لگا تو یہ عجیب واقعہ رونما ہوا کہ عین اسی وقت مسجد میں امام کے منہ سے بھی وہی آیت ادا ہورہی تھی۔ یہ سن کر میری حالت عجیب ہوگئی، مجھے یقین ہوگیا کہ یہ احمدیت کی صداقت پر خدا کی طرف سے مجھے نشان دکھایا گیا ہے، اور یہ میری اِس رات کی دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔

چنانچہ اس واضح نشان کے بعد میں نے بلا تاخیر مکرم جمال اغزول صاحب سے رابطہ کیا اور پھر بیعت کا خط ارسال کردیا۔

### رؤیا میں قادیان کی زیارت

بیعت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اطمینانِ قلب کی خاطر رؤیا بھی دکھایا۔ میں نے دیکھا کہ میں قادیان میں ہوں۔ ایسے میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجھے بلاتے ہیں اور ایک گھر کی چھت پر لے جاکر وہاں سے سارا قادیان دکھاتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ قادیان بہت وسیع وعریض شہر کی صورت اختیار کر گیا ہے۔

میں گھر میں اکیلا احمدی ہوں، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے اہل خانہ کو بھی ہدایت دے اور اس خیر کا وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

## مکرم حمیطوش رشید صاحب

مکرم حمیطوش رشید صاحب لکھتے ہیں:۔

میرا تعلق الجزائر سے ہے۔میں نے ایک سنّی گھرانے میں آنکھ کھولی اور معاشرے کے طریق کے مطابق محض رسم اور عادت کی بناء پر نماز پڑھتا اور دیگر شعائر دینیہ ادا کرتا رہا۔وقت گزرنے کے ساتھ مجھے احساس ہوا کہ ہر مسئلہ کے بارہ میں بہت سے علماء کی مختلف آراء اور خیالات ہیں لیکن ان مختلف آراء کا مطالعہ مجھے مزید الجھا دیتا اور میری عقل وسوچ ان آراء کو درست ماننے کے لئے تیار نہ ہوتی۔

### تحقیق اور دعا

ایسی صورتحال میں مَیں نے تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا۔میرا مقصد اس صحیح نہج کو تلاش کرکے اس پر چلنا تھا جو مجھے خدا تعالیٰ تک لے جائے اور اس کے صحیح دین کی پیروی کی طرف میری رہنمائی کرے، یعنی ایسے دین کی طرف جو عقل ومنطق کے عین مطابق ہو۔

تحقیق کے ساتھ ساتھ میں نے خدا تعالیٰ سے اس بارہ میں راہنمائی کے لئے دعا بھی کرنی شروع کردی۔

### جوہر دعوتِ احمدیت

یونیورسٹی کے ہوسٹل میں میرے کمرے میں ایک اور طالبعلم بھی رہتا تھا۔ایک روز میں نے اس سے دینی کتب کے بارہ میں بات کی تو اس نے مجھے ایک سی ڈی تھما دی جس میں بہت سے پروگرامز کی ویڈیوز اور کئی کتابیں ریکارڈ کی ہوئی تھیں۔میں نے اس سی ڈی میں موجود کتب کا مطالعہ شروع کردیا۔ نیز وقتًا فوقتًا سی ڈی میں موجود ویڈیوز بھی دیکھنے لگا۔ایک روز ایک پروگرام میں محمد شریف عودہ صاحب کے ساتھ دو مہمانوں کو دیکھا۔شریف عودہ صاحب نے اس میں سوال کیا کہ: جماعت احمدیہ کی دعوت کا جوہر کیا ہے؟اس سوال کا جواب میرے لئے مستقبل کی راہیں متعین کرگیا جو یہ تھا کہ: جماعت احمدیہ کی دعوت کا جوہر ہر خرافانہ عقیدہ کا خاتمہ اور صحیح اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا ہے۔یہ دن میرے لئے نہایت مبارک تھا کیونکہ اس ایک جملے میں میرے تمام سوالوں کا جواب مضمر تھا۔

### ایم ٹی اے سے تعارف اور بیعت

مَیں نے اس ویڈیو کو دیکھ کر اس سی ڈی میں اس سے ملتی جلتی دیگر ویڈیوز کو بھی دیکھا تو ان میں مجھے مکرم مصطفیٰ ثابت صاحب بھی نظر آئے اور معلوم ہوا کہ یہ تمام لوگ ایک ہی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا کہ یہ پروگرامز ایم ٹی اے العربیہ نامی ایک چینل پر نشر ہوتے ہیں۔چنانچہ میں نے انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے العربیہ کی فریکوئینسی تلاش کی اور پھر اس کے پروگرام دیکھنے لگا۔ جوں جوں میں ایم ٹی اے کے پروگرامز دیکھتا گیا میری تسلی ہوتی گئی تا آنکہ میں نے سمجھا کہ اب مزید کسی بات کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔لہٰذا اپریل 2013ء میں مَیں نے بیعت کے لئے خط لکھ دیا۔

محض چند روز کے بعد ہی مجھے صدر جماعت کا فون آ گیا کہ تمہاری بیعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قبول فرما لیا ہے۔

### مندوبِ رسولؐ

بیعت کے ایک ہفتہ کے بعد ہی میں نے خواب میں ایک باریش شخص کو یہ کلمات دُہراتے ہوئے سنا: مندوبُ خیرِ الأنامِ یعنی حضرت امام مہدی علیہ السلام حضرت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں۔اس رؤیا سے مجھے مزید انشراح صدر حاصل ہوگیا۔

..........................(باقی آئندہ)

# قیامِ امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض

(حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

قسط نمبر 3

## خلافت کی غرض مسلمانوں میں اتحادِ عمل اور اتحادِ خیال پیدا کرنا ہے

دوسری بات جس کی طرف مَیں جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ...... **ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ خلافت اسلام کا ایک اہم جزو ہے اور جو اس سے بغاوت کرتا ہے وہ اسلام سے بغاوت کرتا ہے۔ اگر ہمارا یہ خیال درست ہے تو جو لوگ اس عقیدہ کو تسلیم کرتے ہیں، ان کے لئے اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ** (بخاری کتاب الجهاد باب یقاتل من وراء الامام) **کا حکم بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ خلافت کی غرض تو یہ ہے کہ مسلمانوں میں اتحادِ عمل اور اتحادِ خیال پیدا کیا جائے اور اتحادِ عمل اور اتحادِ خیال خلافت کے ذریعہ سے تبھی پیدا کیا جا سکتا ہے اگر خلیفہ کی ہدایات پر پورے طور پر عمل کیا جائے۔ اور جس طرح نماز میں امام کے رکوع کے ساتھ رکوع اور قیام کے ساتھ قیام اور سجدہ کے ساتھ سجدہ کیا جاتا ہے، اسی طرح خلیفۂ وقت کے اشارہ کے ماتحت ساری جماعت چلے اور اس کے حکم سے آگے نکلنے کی کوشش نہ کرے۔**

نماز کا امام جو صرف چند مقتدیوں کا امام ہوتا ہے جب اس کے بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اس کے رکوع اور سجدہ میں جانے سے پہلے رکوع یا سجدہ میں جاتا ہے یا اس سے پہلے سر اُٹھاتا ہے، وہ گنہگار ہے۔ (بخاری کتاب الاذان باب اثم من رفع رأسه قبل الامام) تو جو شخص ساری قوم کا امام ہو اور اس کے ہاتھ پر سب نے بیعت کی ہو، اس کی اطاعت کتنی ضروری سمجھی جائے گی۔

**چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ اَلْاِمَامُ جُنَّۃٌ یُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِہٖ۔ تم اپنی انفرادی عبادتوں میں شریعتِ اسلامیہ کے مطابق جس طرح چاہو عمل کرو لیکن اپنی قوم کے مخالفوں کے مقابلہ کا جب وقت آئے، اُس وقت تمہاری سب آزادی سلب ہو جاتی ہے اور تم کو حق نہیں پہنچتا کہ امام کی موجودگی اور آزادی کے وقت میں تم اس بارہ میں کوئی آزاد فیصلہ کرو بلکہ چاہئے کہ امام تمہارے لئے بطور ڈھال کے ہو۔ جس طرح سپاہی ڈھال کے پیچھے چلتا ہے اور سمجھتا ہے کہ میں ڈھال سے اِدھر اُدھر ہؤا اور مرا۔ اسی طرح تم سب امام کے اشارہ پر چلو اور اس کی ہدایات سے ذرہ بھر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو۔ جب وہ حُکم دے بڑھو اور جب وہ حُکم دے ٹھہر جاؤ۔ اور جدھر بڑھنے کا وہ حُکم دے اُدھر بڑھو اور جدھر سے ہٹنے کا حُکم دے اُدھر سے ہٹ آؤ۔**

**اِس حُکم کی جب تک فرمانبرداری نہ کی جائے، خلافت ایک بے معنی شَے رہ جاتی ہے اور وہ اتحاد جس کے پیدا کرنے کے لئے اسلام نے یہ سب سامان پیدا کیا ہے، کسی طرح بھی پیدا نہیں ہو سکتا اور اسلام کی وہ ترقی جو اِس اتحاد سے مقصود ہے، حاصل نہیں ہو سکتی۔ ادھوری اتباع صرف طاقت کو ضائع کرنے والی ہوتی ہے۔** اس سے صرف لوگوں کی آزادی چِھنتی ہے اور وہ شیریں پھل نہیں پیدا ہوتے جن پھلوں کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا منشاء ہے اور جن پھلوں کو کھا کر مومن اسی دنیا میں جنت کے مزے لُوٹ سکتا ہے۔

## دعا اور صبر کی تلوار سے کام لو

اس اصل کو مدنظر رکھ کر دوست دیکھیں کہ گزشتہ ایام میں مَیں نے انہیں کیا نصیحتیں کی تھیں۔

اوّل چند ہفتے ہی ہوئے ہیں کہ میں نے اپنے لڑکے ......کا ذکر کیا تھا کہ وہ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں ایک لڑائی میں شامل ہو گیا اِس وجہ سے کہ اسے کسی نے تھپڑ مار دیا تھا۔ میں نے بتایا تھا کہ مجھے اس امر کا سخت صدمہ ہوا اور میں نے اسے اُس پر زجر کی اور کہا کہ کسی سے مار کھا کر مار لینا تو ایک شریف ہندو اور ایک شریف عیسائی سے بھی متوقع ہے، تم جو مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد سے ہو، تم نے کیوں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل نہ کیا کہ:

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو

اور میں نے اُسے کہا کہ اگر تم ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل نہ کرو گے تو دوسرے لوگوں پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

یہ واقعہ مَیں نے اِس قدر قریب کے زمانہ میں دوستوں کو سنایا تھا کہ اسے اس قدر جلد فراموش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مگر افسوس کہ آپ میں سے بعض نے اسے فراموش کر دیا۔ اس لئے اب میں پھر جماعت کی توجہ اس طرف پھراتا ہوں کہ میری پالیسی یہی ہے کہ **صبر سے کام لو اور اینٹ کا جواب اینٹ سے اور پتھر کا جواب پتھر سے نہ دو بلکہ گالیاں سنو اور خاموش رہو۔ اشتعال پیدا ہو تو اس جگہ کو چھوڑ دو کیونکہ یہ سب ہمارے خدا کے امتحان ہیں۔ وہ ہم کو اُس روحانی جنگ کے لئے جو اسلام کی فتح کے لئے روحانی ہتھیاروں سے لڑی جانے والی ہے تیار کر رہا ہے۔ اگر اُس نے ہم سے ظاہری تلواریں چلوانی ہوتیں تو وہ ہم کو ظاہری حکومت اور ظاہری فوج بھی عطا کرتا۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ ہم سے دعا اور صبر کی تلوار چلوانا چاہتا ہے، نہ کہ لوہے کی تلوار۔**

## اسلام اور شریعت کے خلاف کوئی حرکت نہ کرو

دوسری نصیحت میں نے اس کے بعد بالکل قریب عرصہ میں کی تھی جو یہ ہے:

''پھر بھی چونکہ ہر جماعت میں کچھ نہ کچھ کمزور لوگ ہوتے ہیں اور وہ غلطی کر سکتے ہیں اس لئے میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایسے اشتعال کے موقع پر انسان کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے۔ **پس اپنے ایمانوں کو درست رکھو اور کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کرو جو اسلام اور شریعت کے خلاف ہو۔ تم کو اس بات کا احساس ہو یا نہ ہو لیکن میرے دل میں خلافت کی ایک بکری کی مینگنی کے برابر بھی قیمت نہیں ہو سکتی اگر اس کی تائید کے لئے جھوٹ اور فریب سے کام لیا جائے۔ خلافت اُسی وقت تک قابلِ قدر ہے جب صداقت کی تلوار سے اس پر حملہ آوروں کا مقابلہ کیا جائے اور انصاف کے تیروں سے اِس کی حفاظت کی جائے۔** پس یاد رکھو کہ خواہ کیسی ہی حالت پیش آئے تم عدل اور انصاف کو نہ چھوڑو اور جو سچائی ہو اُسے اختیار کرو تا دشمن کو تمہارے متعلق کسی قسم کے اعتراض کا موقع نہ ملے۔ اور یاد رکھو کہ **اگر کوئی شخص تمہیں جھوٹ بولنے کی ترغیب دیتا ہے تو خواہ وہ ناظر ہی کیوں نہ ہو، تم فوراً اُس کی رپورٹ میرے پاس کرو کیونکہ ہمارے پاس ایمان کے سِوا اور کوئی چیز نہیں۔** ہم کنگال اور خالی ہاتھ ہیں اگر ایمان کی دولت بھی ہمارے ہاتھ میں نہ رہی اور اگر ہم نے اسے بھی چھوڑ دیا تو پھر ہماری حالت وہی ہو گی جیسے کسی شاعر نے کہا ہے کہ:

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

**پس صداقت اور انصاف سے کام لو اور غیرت اور قربانی اور ایثار کا مظاہرہ کرو۔ مگر یاد رکھو تم نے ظلم نہیں کرنا اور جھوٹ نہیں بولنا اور اگر کوئی شخص تمہیں ظلم کرنے یا جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتا ہے۔ تمہیں کہتا ہے کہ جاؤ اور اپنے دشمن کو مار آؤ۔ یا جاؤ اور اُسے پیٹو، تو تم فوراً سمجھ جاؤ کہ تمہارے سامنے ایمان کا جُبّہ پہنے ایک شیطان کھڑا ہے۔ اور تم فوراً سمجھ لو کہ وہ میری نافرمانی کرنے والا ہے اور میری اطاعت سے منہ موڑنے والا انسان ہے۔ تم فوراً میرے پاس آؤ اور ایسے شخص کی شکایت کرو۔ اور اُس گندے وجود کو کاٹنے کی جلد تر کوشش کرو ایسا نہ ہو کہ وہ باقی قوم کو بھی گندہ کر دے''۔**

(الفضل 24 جولائی 1937ء)

اِس عبارت کو پڑھ کر کون کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے اُسے اپنی پالیسی اچھی طرح کھول کر نہیں بتا دی۔ پھر اگر آپ لوگ میری اِس واضح پالیسی پر عمل نہ کریں تو میں کیونکر یقین کروں کہ آپ لوگ پوری طرح میرے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

**امام کا فائدہ یہی ہے کہ اس کے حُکم کے مطابق ساری جماعت ایک آواز اُٹھائے۔ پس جب تک امام ایک جماعت میں موجود ہے اور ایک خاص پالیسی کو اس کے عمل کے لئے پیش کر رہا ہے، اُس وقت تک اس جماعت کے لئے کوئی دوسرا قدم اُٹھانا درست اور جائز نہیں۔** ہاں جس امر میں وہ خاموش ہو اور وہ امر جماعت سے نہیں بلکہ افراد سے تعلق رکھتا ہو، افراد اپنے لئے شریعت کے مطابق طریق عمل تجویز کرنے میں آزاد ہوتے ہیں **مگر جس امر کے متعلق امام ایک حُکم دے اُس میں اُس کے حُکم کے خلاف وہ امور بھی جائز نہیں ہوتے جن کو دوسرے حالات میں شریعت نے جائز قرار دیا ہو۔**

## اطاعتِ امام کی اہمیت

قرآن کریم نے اطاعتِ امام کو ایسا اہم قرار دیا ہے کہ اس کے بعد کسی اور نصیحت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْہُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَo وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَھُمْ لَایَسْمَعُوْنَo اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُکْمُ الَّذِیْنَ لَایَعْقِلُوْنَo وَلَوْ عَلِمَ اللّٰہُ فِیْھِمْ خَیْرًا لَّاَسْمَعَھُمْ وَلَوْ اَسْمَعَھُمْ لَتَوَلَّوْا وَّھُمْ مُّعْرِضُوْنَo یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ وَاَنَّہٗٓ اِلَیْہِ تُحْشَرُوْنَo وَاتَّقُوْا فِتْنَۃً لَّا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَآصَّۃً وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِo (الانفال: 21 تا 26)

یعنی اے مومنو! اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور رسول کا حُکم سن لینے کے بعد اس کے حکم سے اِدھر اُدھر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زمین پر چلنے والی مخلوق میں سے سب سے بدتر وہ مخلوق ہے جو گونگی، بہری ہو اور عقل سے کام نہ لے اور اگر اللہ تعالیٰ اس مخلوق میں کوئی نیکی دیکھتا تو ضرور انہیں اپنی اور اپنے رسول کی بات سنوا دیتا اور اگر انہیں وہ اس وقت وہ بات سنوا دیتا تو اپنی موجودہ حالت کے مطابق تو وہ یہی کرتے کہ اس سے نفرت سے منہ پھیر لیتے اور ماننے سے انکار کر دیتے۔ اے مومنو! جس وقت خدا اور اُس کا رسول تم کو روحانی زندگی بخشنے کے لئے بُلائیں تو تم ان کی بات کو فوراً قبول کر لیا کرو اور یاد رکھو کہ اللہ انسان اور اُس کے دل کے درمیان حائل ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ آخر تم سب کو اس کی طرف اکٹھا کر کے لے جایا جانا ہے اور چاہئے کہ تم اِس فتنہ سے بچو جو صرف تم میں سے غلطی کرنے والوں تک محدود نہ رہے گا اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کی سزا بہت سخت ہوتی ہے۔

ان آیات میں گو اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہے لیکن جیسا کہ **قرآن کریم پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے، رسول کے متعلق جو احکام نظامِ سلسلہ کے متعلق ہیں وہ رسول کے خلفاء کے متعلق بھی ہیں** اور یہاں چونکہ نظام کے بارہ میں احکام ہیں یہ جس طرح رسول کے بارہ میں ہیں اسی طرح ان کے خلفاء کے متعلق بھی ہیں۔ نیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرماتے ہیں کہ مَنْ اَطَاعَ اَمِیْرِیْ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ (بخاری کتاب الاحکام باب قول اللّٰہ اطیعوا اللّٰہ............الخ) جو میرے امیر کی اطاعت کرتا ہے، وہ میری اطاعت کرتا ہے۔ پس رسول کے نائبوں کی اطاعت رسول کی اطاعت میں شامل ہے۔

اِس تمہید کے بعد میں بتانا چاہتا ہوں کہ **ان آیات میں اللہ تعالیٰ مومنوں کو تاکید کرتا ہے** کہ خدا تعالیٰ اور اُس کے رسول کی کامل اطاعت کریں اور اس میں ذرّہ بھر فرق نہ آنے دیں اور اطاعت میں وہ اس قدر بڑھ جائیں کہ کان میں آواز پڑنے کے بعد پھر کوئی نافرمانی کی مثال نہ ملے۔ پھر فرماتا ہے کہ مسلمانوں میں یہ مثال نہیں ملنی چاہئے کہ منہ سے تو کہیں ہم فرمانبردار ہیں لیکن عمل سے فرمانبردار نہ ہوں۔ پھر فرماتا ہے کہ مومنوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اِس جدید نظام کے قیام کی اصل غرض ہی یہ ہے کہ پہلی قومیں گونگی اور بہری ہو گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو سن کر لَبَّیْکَ کہتے ہوئے نہیں دَوڑتیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت ان سے جاتی رہی ہے اور اُس نے اپنے لئے تم کو منتخب کیا ہے تا کہ تم اُس کی بات سنو اور سنتے ہی اس کی طرف دَوڑ پڑو۔ اس کے بعد فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسول کے احکام ہی وہ احکام ہیں جو انسان کو کامل اور دائمی زندگی عطا کرتے ہیں، جو ان سے دُور ہؤا وہ گویا مُردہ ہے جو روحانی زندگی سے محروم ہے۔ پس جبکہ ساری دنیا روحانی طور پر مُردہ ہے تم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جن کے دروازے ان دنوں خاص طور پر کُھلے ہوئے ہیں، بڑھ بڑھ کر حاصل کرو اور اس کی صورت یہی ہے کہ **کامل مطیع ہو جاؤ اور ہر وقت بیدار اور ہوشیار رہو۔ اِدھر خدا تعالیٰ کی طرف سے یا اس کے رسول کی طرف سے آواز آئے اُدھر تم لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ کرتے ہوئے دَوڑ پڑو۔** اور یاد رکھو کہ برکات اور فضلوں کے نزول کے بھی خاص اوقات ہوتے ہیں جو شخص ان اوقات سے فائدہ نہیں اُٹھاتا، آخر اُس کا دل بھی مُردہ ہو جاتا ہے اور وہ بھی

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

**مذہب کے مخالفین کی طرف سے آج کل بڑی شدّت سے ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر مذہب کو مانے بغیر ہی اخلاق اچھے ہوں تو پھر مذہب کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ آج کل دیکھنے میں یہ بھی آتا ہے کہ دنیاداروں کی اکثریت کے اخلاق مذہب کے ماننے والوں کے اخلاق سے زیادہ بہتر ہیں۔**

**اس اعتراض کے جواب کے لئے ضروری ہے کہ ہم اخلاق کی درستی، مادی ترقی اور مذہب کے تعلق کو سمجھنے کی کوشش کریں۔**

**اس موضوع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کے حوالہ سے قرآن مجید اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں احباب کی رہنمائی۔**

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 اپریل 2015ء بمطابق 24 شہادت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

ایک سوال آجکل پہلے سے زیادہ شدت سے نوجوانوں کے ذہنوں میں خاص طور پر اور معاشرے میں عموماً ان لوگوں کی طرف سے کثرت سے پھیلایا جاتا ہے جو مذہب کے خلاف ہیں۔ یا صحیح رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مذہب بلکہ خدا سے بھی دُور ہٹ گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر اچھے اخلاق ہوں یا اگر دنیاوی تعلیم اچھے اخلاق کی طرف لے جاتی ہے تو پھر مذہب کے ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ مذہب بھی تو یہی دعویٰ کرتا ہے یا مذہب کے ماننے والے یہ کہتے ہیں کہ وہ تمہیں اچھے اخلاق سکھاتا ہے۔ تو اخلاق تو ہمارے اندر بغیر مذہب کے پیدا ہو گئے۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیاداروں کی اکثریت کے اخلاق مذہب کے ماننے والوں کے اخلاق سے زیادہ بہتر ہیں اور خاص طور پر اسلام کو اس حوالے سے نشانہ بنایا جاتا ہے۔

دوسرے مذاہب کی اکثریت تو مذہب کے معاملے میں تقریباً لاتعلق ہو چکی ہے صرف اسلام ایسا مذہب ہے جس کی طرف منسوب ہونے والی اکثریت اپنے دین کے ماننے کا اظہار کرتی ہے یا بےعمل مسلمانوں کی اکثریت بھی اپنے آپ کو کھل کر مسلمان کہتی ہے، مذہب کی طرف منسوب کرتی ہے۔ اسی لئے اصل حملہ اسلام پر ہی ہے اور دین سے ہٹانے کی کوشش میں مختلف طریق سے مختلف نکات پیش کر کے ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں جو طرز تعلیم ہے اس میں جستجو کی طرف، تحقیق کی طرف زیادہ توجہ دلائی جاتی ہے اور یہ بڑی اچھی بات ہے اس طرف توجہ ہونی چاہئے لیکن اس کے صحیح طریق بھی ہونے چاہئیں۔

بہرحال جب نوجوان یا نوجوانی میں قدم رکھنے والے لڑکے لڑکیاں اپنے گھر والوں میں اپنے ماں باپ اور بڑوں کی طرف ذہنوں میں پیدا کئے گئے اور پیدا ہونے والے مختلف سوالوں کے حل کی تلاش کے لئے جاتے ہیں تو یا تو ماں باپ کے پاس اپنے معاشی اور معاشرتی ضروریات اور مصروفیات کی وجہ سے جواب دینے کا وقت نہیں ہوتا یا علم نہیں ہوتا اور اس وجہ سے ان کے سوالوں کا جواب دینے کی بجائے انہیں بسا اوقات دبانے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی سمجھتے ہیں کہ مذہب چاہے وہ اسلام ہی کیوں نہ ہو اس کا دعویٰ تو ہے کہ سچا ہے اور تمام مسائل کا حل ہے لیکن زمانے کے لحاظ سے عملی حل نہیں ہے یا جواب نہیں ہے یا پھر یوں بھی ہوتا ہے کہ بڑوں کے عمل اور بچوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں تفاوت ہوتا ہے۔ بچے ایک وقت تک تو تعلیم کی باتیں سن کر چپ رہتے ہیں لیکن جب آزادی ملتی ہے تو دین سے دُور ہٹ جاتے ہیں اور پھر مذہب سے دور لے جانے والوں کے قبضے میں چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم اور زندہ مذہب ہونے کے اب مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو مذہب اور خدا کے انکاری ہیں۔

پس ایسے حالات میں ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کس طرح اپنے آپ کو بھی ہم دین پر عمل کرنے والا بنائیں اور اپنی نسلوں کو بھی کس طرح ہم سنبھالیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے اور اس نے مختلف مسائل کے حل بتائے ہیں۔ قرآن کریم ایک مکمل اور کامل کتاب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کامل اُسوہ ہمارے سامنے پیش فرماتے ہیں اور اس اُسوہ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی۔ انہوں نے مذہب کو بھی سمجھا اور اخلاق کو بھی سمجھا بلکہ مادی ترقی بھی حاصل کی۔ لیکن ہر چیز کو اپنی جگہ رکھنے کا اِدراک بھی حاصل کیا کہ مذہب کہاں رکھنا ہے؟ اخلاق کہاں ہیں؟ مادی ترقی کیا ہے؟

پس ہمارے نوجوانوں کو، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچوں بلکہ خاص طور پر بڑوں کو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کی ذمہ داری بڑوں کی ہے کہ ہم اخلاق کی درستی، مادی ترقی اور مذہب کے تعلق کو سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالیں۔ بڑے اس نکتے کو سمجھیں گے تو اگلی نسلوں کو بھی سنبھال سکیں گے۔ نوجوان اس نکتے کو سمجھیں گے تو دینی اور دنیاوی ترقی کی راہیں ان پر کھلیں گی اور ان کو پتا لگے گا کہ اسلام کی تعلیم کتنی خوبصورت تعلیم ہے اور اس کے خلاف بولنے والے جھوٹے ہیں۔

یہ مسئلہ جو آج زیادہ شدت سے لامذہبوں یا مذہب مخالف لوگوں کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی وقتاً فوقتاً اس طرح کے سوال اٹھتے رہے ہیں۔ ہمیشہ سے مذہب پر اعتراض کرنے والے اس مسئلے کو، اسی طرح کی دوسری باتوں کو اٹھاتے رہے ہیں جن سے مذہب پر اعتراض ثابت ہو کیونکہ مذہب کو انہوں نے کبھی بھی صحیح رنگ میں سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور نام نہاد مذہبی علماء نے خودساختہ غلط حل نکال کر یا صحیح رنگ میں اس مذہب کو نہ سمجھ کر تعلیم یافتہ طبقے کو مزید الجھن میں ڈال دیا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ ان مسائل کی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ان کو سمجھنے کا اِدراک ہم میں پیدا فرمایا اور یہ مسائل سمجھنے اور ان کے حل نکالنے ہم پر آسان ہوئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اس کی روشنی میں ایک خطبہ دیا اور اس میں اخلاق کی درستی، مادی ترقی اور مذہب کا کیا تعلق ہے اور اسلام اس کو کس طرح دیکھتا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنے عمل سے اور اپنے عملی نمونے سے ہمیں سمجھایا کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟ تو جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ نے خطبے میں اس بارے میں بیان کیا اور مختصر روشنی ڈالی تھی۔ اس سے استفادہ کرتے ہوئے آج مَیں اس مضمون کو آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

ہم دنیا کو یہ کہتے ہیں اور یقیناً سچ ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اللہ تعالیٰ نے عین انسانی فطرت کو مدّنظر رکھتے ہوئے تجویز فرمایا یا نازل فرمایا۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اسلام دین فطرت ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"مذہب اور اخلاق اور انسان کی وہ ضروریات جو اس کے جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ایسی مشترک ہیں کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہے۔ یعنی جو شخص مذہب پر یقین رکھتا ہے وہ اخلاق کو مذہب سے جدا نہیں کر سکتا۔ نہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مذہب نے مجھے دنیا سے بےپرواہ اور غنی کر دیا اس لئے یہ میری ضروریات نہیں ہیں۔ اگر یہ سوچ ہو کہ مجھے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تو انسانی ترقی یعنی مادی ترقی کا پہیہ رک جاتا ہے۔ گویا کہ یہ ساری چیزیں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ مذہب بھی، اخلاق بھی اور مادی ترقی بھی لیکن اس کے باوجود ان میں فرق بھی ہے۔ مذہب پر یقین نہ رکھنے والے تو یہ کہہ کر آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہیں کہ

اچھے اخلاق اور مادی ترقی انسان کی ضرورت ہے۔لیکن ایک حقیقی مسلمان کہے گا کہ مذہب کی بھی ضرورت ہے کہ وہ خدا تک پہنچانے کا راستہ دکھاتا ہے۔

پس یہ سوچ کا فرق ہے کہ ہم نے ان چیزوں کو کس طرح دیکھنا ہے اور ان کا آپس کا تعلق کس طرح جوڑنا ہے۔ باقی مذاہب تو مردہ ہو رہے ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اِن کا آپس کا جوڑ ثابت کرتا ہے۔لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے مذہب کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے غلط رنگ میں اخلاقیات سے تعلق رکھنے والی چیزوں اور مادیات سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو مذہب سے اس طرح جوڑا ہے کہ غلُو کی حد تک جا کر بجائے مذہب کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے اور اس کے طرف کھینچنے کے مذاہب سے دور کرنے والے بن رہے ہیں۔نماز روزے سے اتر کر اخلاق اور دنیوی ضروریات خواہ کسی انجمن کا قیام ہو یا جلسے کا انعقاد، عموماً علماء یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ اسلام کا حصہ ہیں اور اس میں شامل نہ ہونے والا کافر اور مرتد ہے۔(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 463-462)

اب ہم یہی اسلامی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ پھر کافر اور مرتد سے بڑھ کر جنگیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ہر فرقے کے فتوے ہیں اور پھر یہی وجہ ہے کہ مختلف شدت پسند گروہ اپنے اسلام کو نافذ کرنے کے لئے اپنا ضابطہ اخلاق یا نام نہاد قانون بنا کر قتل و غارت گری کر رہے ہیں۔شام میں، عراق میں، افغانستان میں، پاکستان میں مذہب کے نام پر اپنے خودساختہ قوانین ہی خون کر رہے ہیں۔شام کی یا عراق اور شام میں جو نام نہاد اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے وہاں سے ایک فرنچ جرنلسٹ رہا ہو کر آیا، پہلے بھی میں نے بتایا تھا، اس نے وہاں بعض ایسی باتیں دیکھیں، ان کے عمل دیکھے، ان کے قوانین دیکھے تو جتنا اس کو اسلام کا علم تھا یا قرآن کریم اس نے پڑھا تھا یا حدیث کا علم تھا اس کے مطابق اس نے وہاں بعض لوگوں سے پوچھا کہ تم جو بعض حرکتیں کر رہے ہو یہ تو قرآن اور حدیث کے مطابق نہیں تو اس نام نہاد اسلامی حکومت کے کارندوں کا یا ان اہلکاروں کا جن سے اس کا واسطہ تھا یا ان افسران کا یہ جواب تھا کہ ہمیں نہیں پتا کہ قرآن اور حدیث میں کیا ہے۔ ہمارا یہ قانون ہے اور ہم اس کے مطابق کر رہے ہیں۔تو اس طرح اسلام کی تعلیم میں انہوں نے بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔

یمن میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ اپنی پسند کے فتووں کو مذہب کا نام دے کر معصوموں پر ہوائی حملے کئے جا رہے ہیں۔ٹھیک ہے ایک فریق بھی غلط ہے دوسرا فریق بھی غلط ہے لیکن اس کا حل یہ نہیں کہ بلاوجہ معصوموں کو بھی مارا جائے۔ بلکہ اگر ہم دیکھیں تو اسلامی تاریخ میں ہمیں یہ نظر آتا ہے اور آج تک یہی ہو رہا ہے کہ فلاں مولانا کا یہ مذہب ہے اور فلاں عالم کا یہ مذہب ہے۔یعنی ہر عالم اور مولانا نے بھی اپنا مذہب بنا لیا ہے۔اس طرح اسلام میں یعنی ان لوگوں کے اسلام میں جس پر یہ عمل کر رہے ہیں کوئی حقیقت باقی نہیں رہی اور اسی وجہ سے ان علماء اور فتویٰ دینے والوں کے پیچھے چل کر مسلمانوں کی اکثریت بھی اسلام سے دُور جا پڑی ہے۔روحانیت اور مذہب کے نام پر پتا نہیں کیا کچھ ہو رہا ہے۔

اس کے مقابل پر مذہب سے دور اور مغربی ترقی یافتہ لوگ جو ہیں وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ روحانیات اور اخلاقیات کو مادی دنیا کا حصہ بنا دیں۔ بالفرض اگر الہام پر غور کر بھی لیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ انسانی افعال کا جزو ہے۔وہ اخلاق پر غور کریں گے تو اس نکتہ نگاہ سے کہ اس سے انسان کو دنیوی فائدہ ہوگا۔ اخلاق بھی دنیوی فائدے کے لئے ہیں اور اگر مذہب پر غور کریں گے تو یہی کہیں گے کہ یہ ادنیٰ قسم کے غیر تعلیمیافتہ یا کم تعلیمیافتہ جو لوگ ہیں مذہب کے نام سے کچھ حد تک جرائم سے بچ جاتے ہیں۔یعنی مذہب کے نام پر اگر کوئی فائدہ ان لوگوں کو پہنچ سکتا ہے تو وہ صرف اتنا ہے کہ اس میں کچھ حد تک اخلاقی بہتری ہو جاتی ہے کہ ان کو مذہب کا خوف ہے۔وہ بھی اگر صحیح مذہب اپنایا جائے۔لیکن ان کا یہ کہنا ہے کہ جن میں پہلے ہی اخلاق ہیں ان کو مذہب کی کیا ضرورت ہے۔

لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ مادیات، اخلاق اور مذہب اس قدر قریب ہیں کہ عام آدمی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے ایک حد شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر غور کرتے ہیں، اس کو دیکھتے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مادی مصلح بھی ہیں، اخلاقی مصلح بھی ہیں اور روحانی مصلح بھی ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تمام کی جامع ہے۔اگر ایک طرف آپ حکم فرماتے ہیں کہ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ تو دوسری طرف روحانیت کی تکمیل کے متعلق زور بھی دیتے ہیں۔صرف یہی نہیں کہ نماز پڑھ لی اور مسئلہ حل ہو گیا بلکہ اس کے مدارج بھی طے کرنے ہیں، روحانیت کو بڑھانا بھی ہے۔دعا کا تعلق اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایسا ہے جیسے بچے اور ماں کا تعلق ہوتا ہے۔ دعا کے معنی پکارنے کے ہیں۔ پکارنے والا تب پکارتا ہے جب یقین ہو کہ کوئی میری مدد کرے گا۔کوئی اپنے دشمن کو تو مدد کے لئے نہیں پکارتا۔جب ہم دعا کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو کس طرح اس کو ہمیں دیکھنا چاہئے۔دعا میں حضرت مصلح موعود کے نزدیک تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

اوّل یہ کہ دل میں یقین کرے کہ میری بات قبول کی جائے گی۔دوسرے یہ اعتماد رکھے کہ جس کو مَیں پکارتا ہوں اس میں مدد کرنے کی طاقت ہے۔تیسرے ایک فطری لگاؤ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف یا جس کسی سے محبت ہو اس کی طرف) جو انسان کو باقی ہر قسم کے لگاؤ سے پھیر کر اسی کی طرف لے جاتا ہے۔پہلے دو تو عقلی نکتے ہیں کیونکہ اگر یقین نہیں کہ جو پکار مَیں کر رہا ہوں وہ سنی جائے گی اور یہ اعتماد نہیں کہ جس کو مَیں پکار رہا ہوں اس میں مدد کی طاقت ہے تو پھر یہ بیوقوفی ہے کہ اسے مدد کے لئے پکارا جائے۔پھر دعا فضول چیز ہے۔تیسری بات فطری لگاؤ یا فطرتی محبت ہے جو ہر دوسری چیز کی طرف سے آنکھ بند کر کے صرف محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔اس کے لئے بچے کی اور ماں کی مثال ہے جیسا کہ پہلے بھی دی گئی۔ بچے کا ماں سے فطرتی تعلق ہے قطع نظر اس کے کہ ماں بچے کی مدد کر سکے یا نہ کر سکے وہ اسے ہی پکارتا ہے یہاں تک کہ ایک سمندر میں ڈوبنے والا بچہ جسے علم ہو کہ میری ماں کو تیرنا نہیں آتا پھر بھی اگر ماں اس کے قریب ہوگی تو وہ ماں کو ہی مدد کے لئے پکارے گا کسی دوسرے کو آواز نہیں دیتا۔یہ ایک جذباتی تعلق ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ۔یعنی بغیر دعا کے انسان کے ایمان کو کامل نہیں کیا جا سکتا۔پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو بچے اور ماں کا تعلق قرار دیا ہے کہ آنکھ بند کر کے اس کی طرف بھاگو، اس کی طرف جاؤ۔

پھر دوسری چیز اخلاق ہیں جس میں ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے باریک در باریک اخلاقی پہلو ہیں کہ باریک نگاہ سے دیکھنے والا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ان تک جا نہیں سکتا جب تک آپ کی رہنمائی نہ ہو۔

اب بیویوں سے حسن سلوک ہے اور محبت کا اظہار ہے۔گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے یہ بہت ضروری بھی ہے۔ یہ بنیادی اخلاق میں سے ایک چیز ہے۔ بیویوں کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک باریکی سے خیال رکھتے تھے۔آپ کے متعلق آتا ہے کہ جب آپ کی کوئی بیوی برتن میں پانی پیتی تو آپ نے جب پانی پینا ہوتا تو آپ اس جگہ منہ لگا کر پیتے جہاں سے اس نے پیا تھا۔ یہ بڑی چھوٹی سی بات ہے مگر کیسا باریک نکتہ ہے کہ انسانی محبت صرف بڑی بڑی باتوں سے نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔پھر یہی نہیں آپ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ اخلاق کے بڑے بڑے معاملات میں بھی آپ نے ایسی تعلیم دی ہے اور ایسا اُسوہ دکھایا ہے کہ یہ دیکھنے سے لگتا ہے کہ آپ تمام عمر صرف اخلاقیات کا ہی مطالعہ کرتے رہے اور اس کا درس دیتے رہے۔ بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات، رشتے داروں کے باہمی تعلقات، انسان کے اپنے ذاتی کیریکٹر کی تفصیلات، جھوٹ خیانت بدگمانی سے پرہیز، تمام امور ایسے ہیں جن میں آپ کا اُسوہ اور تعلیم کامل اور مکمل ہے اور کوئی شخص بیسیوں زندگیاں بھی پا کر ایسا نمونہ نہیں دکھا سکتا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھایا ہے۔

پھر تیسری چیز مادّیات ہے۔اس میں ہم دیکھتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اس طرف بھی ہمیں رہنمائی کرتی ہے۔ مثلاً ایک شہری زندگی کے لئے سڑکوں کو کھلا رکھنا ہے۔ پانی کی صفائی کا انتظام ہے۔شہر بسائے جاتے ہیں یا نئی آبادیاں قائم کی جاتی ہیں تو ان کی طرف بڑے بڑے انجنیئر اور سوچنے والے سوچتے، ہیں اس طرف توجہ دیتے ہیں۔آپ نے اس طرف ہمیں توجہ دلائی۔ راستوں کی صفائی کا تعلق ہے تو آپ نے اس طرف توجہ دلائی۔ مکانوں کو کھلے اور ہوادار بنانے کا تعلق ہے تو آپ نے اس طرف توجہ دلائی۔تمام مادی چیزوں اور دنیاوی چیزوں کی طرف بھی آپ نے توجہ دلائی چاہے، وہ حکومتی معاملات ہیں یا تمدن ہے یا تجارت ہے یا صنعت ہے۔ ہر چیز کو اپنے اپنے موقع پر آپ نے بیان فرمایا اور اس کی بڑی تفصیلات آپ کی سیرت سے ہمیں ملتی ہیں۔لیکن اس کے باوجود آجکل کے مذہبی رہنماؤں کی طرح ہر چیز کو آپ نے مذہب کا حصہ قرار نہیں دیا۔


RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
•Switching Visas
•Over Stayers
•Legacy Cases
•Work Permits
•Visa Extensions
•Judicial Reviews
•Tribunal Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

مثلاً ایک واقعہ آپؐ کے متعلق آتا ہے کہ کچھ زمیندار اپنے کھجور کے باغ میں نر کا مادہ جو ہے، بور جو ہے وہ مادہ میں ڈال رہے تھے۔ (کھجور کے پودے نر اور مادہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔) آپ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا حرج ہے کہ اگر اس کو اس طرح نہ ملاؤ۔ ہوا کے ذریعہ سے یہ نر اور مادہ خود بھی مل سکتا ہے۔ لوگوں نے اسے ملانا چھوڑ دیا۔ اس سال یا اگلے سال اس پر عمل نہیں ہوا تو پھل بہت کم آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے ہی منع فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے حکم نہیں دیا تھا۔ ان دنیاوی باتوں کو آپ لوگ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہاں اب گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مادیات کو مذہب سے جدا کر دیا۔ وہ زبان بھی خدا کے رسول کی زبان تھی جس نے یہ کہا تھا کہ کیا ضرورت ہے ملانے کی اور وہی زبان ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات بھی بتاتی تھی مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا کے رسول کی زبان تھی آپ نے مادیات کو مادیات قرار دے کر فرمایا کہ تم ان باتوں کو زیادہ جانتے ہو۔ مگر آجکل کے مولوی خواہ ان کے منہ سے انہونی بات ہی نکلے اس کے نہ ماننے سے اسلام کے دائرے سے خارج اور کافر اور مرتد کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف یہ مغربی یا نام نہاد ترقی یافتہ گروہ ہے۔ ان کے نزدیک نہ مذہب پر ایمان لانا ضروری ہے، نہ مذہب کی تعلیم کی عزت ہے۔ نہ اخلاق کی حرمت ہے۔ وہ ہر شئے کو مادی قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ ان کے فلاسفروں نے اس زمانے میں کہا کہ سوال یہ نہیں کہ خدا نے دنیا کو کس طرح پیدا کیا بلکہ یہ ہے کہ انسان نے خدا کو کس طرح پیدا کیا۔ نعوذ باللہ۔ ان کے نزدیک خدا کا سوال انسانی ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ اگر خدا کا وجود ایک حقیقت بھی ہے تو پھر بھی وہ دماغی ترقی کی انتہائی کڑی ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ان کے نزدیک انسان نے ایک اچھا نمونہ تلاش کرنا چاہا۔ جب وہ انسانوں میں ایک عمدہ نمونہ تلاش نہ کر سکے تو انہوں نے انسانوں سے باہر ایک ذہنی نقشہ قائم کیا۔ تصورات میں ایک نقشہ قائم کیا۔ اس نقشہ کو قائم کرنے میں انسان کی پہلی کوشش ایسی کامیاب نہ تھی مگر جوں جوں وہ زیادہ غور کرتا گیا، زیادہ ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ اس نے ایک کامل نقشہ تیار کر لیا اور اس کا نام خدا ہے۔ یہ اس زمانے کے فلاسفروں کے نزدیک خدا کا تصور ہے اور اب بھی بعض یہ کہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اس طرح ان لوگوں نے خدا کو بھی مادیات کا حصہ قرار دے دیا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 463 تا 466)

اس زمانے کے فلاسفروں نے یہ خود ساختہ خدا بنایا تھا اور بہت سے ان میں سے ایسے بھی تھے جو اس خود ساختہ خدا پر یقین بھی رکھتے تھے لیکن پھر بعد کے آنے والے جو فلاسفر ہیں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ہیں اس طرح کے مادی خدا بنانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ پھر مذہب سے دور ہٹتے گئے اور آجکل اس خیال کی وجہ سے کہ خدا ایک خود ساختہ چیز ہے موجودہ فلاسفر دہریت کی طرف چلے گئے ہیں۔ بلکہ تعلیم اور روشن خیالی کے نام پر مغربی ممالک میں رہنے والوں کی اکثریت خدا کے وجود سے ہی انکاری ہو چکی ہے اور صرف اخلاق اور مادی ترقی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ان دہریت پسند لوگوں کے جو نظریات ہیں ان کو آجکل کے مولوی مزید ہوا دیتے ہیں جنہوں نے اپنی ہر چیز اور اپنے ہر نظریے کو مذہب کا حصہ ٹھہرا کر عجیب جہالت پھیلا دی ہے۔ پس اس لحاظ سے ہم دیکھیں تو آجکل کے علماء بھی غلطی خوردہ ہیں اور مذہب کو مادیت سمجھنے والے اور اس کا انکار کرنے والے بھی غلطی خوردہ ہیں۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان چیزوں سے بچا کر ایسی رہنمائی فرمائی ہے کہ اصل حقیقت جاننے کے لئے فرمایا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ ہر معاملے میں اعتدال اور اس کا حق ادا کرنا ہے۔ یہ حقیقی دین ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک عبادت انتہائی ضروری ہے۔ پیدائش کا مقصد ہے لیکن وَلِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ وَلِزَوْجِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ وَلِجَارِکَ عَلَیْکَ حَقٌّ کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے ہمسائے کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور ان کے حصول کے لئے ہمیں تین قسم کے ذرائع کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ پہلی بات تو دعا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا اور عبادت ہے۔ دوسرے نفس پر قابو پانا، جذبات کو دبانا، انسانی نفسیات پر غور کرنا۔ تیسرے اپنے کام اور اپنے پیشے میں دیانت سے کام لینا اور دنیاوی اور سائنس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 467-466)

اگر ہم غور کریں تو نفس کے حق کے لئے دعا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ضروری چیز ہے۔ جذبات پر قابو پانا ہے یہ بھی ضروری چیز ہے۔ جذبات ہی بعض دفعہ بے لگام ہو کر اپنے نفس کے حقوق سے بھی محروم کر دیتے ہیں یا ظلم کرنے پر آمادہ کر دیتے ہیں۔ اپنے علم میں اضافہ کر کے، اپنے کام میں دیانت سے کام لے کر اپنی زندگی کی روحانی حالت اور اخلاقی حالت اور مالی حالت کو ہم سنوار سکتے ہیں۔ اسی طرح اپنے اہل وعیال کے حق کی ادائیگی کے لئے بھی دعا ہے، جذبات پر کنٹرول ہے اور مادی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ تمہارے ہمسائے کا بھی تم پر حق ہے۔ یعنی معاشرے کے حق کی ادائیگی بھی اس وقت ہوگی جب ہم اس کے لئے دعا بھی کریں گے۔ ان کے حق ادا کریں گے۔ ان کی نفسیات کو سمجھیں گے اور اس کے مطابق جو دین کا پیغام پہنچانا ہے وہ پہنچائیں گے۔ یہ بھی ان کا حق ہے کہ ان کو دین سے آگاہ کیا جائے اور پھر اپنے علم میں ترقی اور کام میں محنت سے مجموعی طور پر ملک کی ترقی میں بھی ہم حصہ دار بنیں گے۔ یہ بھی ہمسائے کے حقوق میں اور معاشرے کے حقوق میں آ جاتا ہے۔ اور جب معاشرے میں اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کوشش کر رہا ہوگا تو وہ معاشرہ روحانی، اخلاقی اور مادی ہر طرح کی ترقی کا بہترین نمونہ ہوگا۔

مسلمانوں کی بدحالی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خدا کو، خدا کے مذہب کو مقدم کر کے ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جو ابھی میں نے بیان کی ہیں بلکہ اپنے نفسانی جذبات کا نام مذہب رکھ لیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے مذہب اتارا تھا اس کو مقدم نہیں کیا بلکہ اگر وہ مقدم رکھتے تو باقی باتوں کا بھی خیال رکھتے۔ اپنے نفسانی جذبات کا نام مذہب رکھ کر اس پر عمل کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دوسروں کو اسلام کی خوبیاں کیا بتانی تھیں خود اس خود ساختہ نفسانی مذہب کی پیروی کر کے مسلمان مسلمان کی گردن زدنی کر رہا ہے۔ نہ ان کو دین ملا، نہ دنیا ملی۔ سوائے اس کے کہ دنیا داروں کے سامنے اپنے ہر مسئلے کے لئے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ یہی آجکل ہمیں مسلمان دنیا میں نظر آتا ہے۔ مغربی قوموں نے چاہے دین کو دنیا کے تابع کر دیا۔ ان کے خیال میں دین کوئی چیز نہیں ہے دنیا ہی ہر چیز ہے۔ بیشک یہ لوگ بھی بھٹکے ہوئے ہیں لیکن جو مقصد یہ سمجھتے تھے اسے تو حاصل کر لیا چاہے غلط طریق ہی ہے۔ انہوں نے دنیا تو حاصل کر لی لیکن مسلمانوں کو تو نہ دین ملا، نہ دنیا ملی۔

بہرحال ان دونوں طرح کے لوگوں کی اصلاح کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں ہی اپنے ماموروں کو بھیجتا ہے جو صحیح رہنمائی کر کے مذہب کو مذہب کی جگہ اور اخلاق کو اخلاق کی جگہ اور دنیا کو دنیا کی جگہ رکھتے ہیں۔ بظاہر وہ روحانی پیغام لے کر آتے ہیں مگر ان تینوں چیزوں کا گہرا تعلق ہے اور روحانیت میں کمال سے اخلاق کا درست ہونا لازمی ہے اور اخلاق کی نگہداشت سے مادیت کی درستی بھی لازمی ہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا یا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کی دنیا درست ہو اس کو دنیا میں سب کچھ مل جائے۔ جو وہاں ترقی کر رہا ہو اس کے اخلاق بھی درست ہوں۔ اور جس کے اخلاق درست ہوں اس کا مذہب بھی درست ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء انسان کو اپنی طرف لانے کا ہے۔ یہی اس کا مقصد پیدائش ہے۔ پس اس نے اخلاق کی درستی اور مادی ترقی کو مذہب کے تابع کر دیا ہے تا کہ جو اس کی طرف توجہ کرے اسے باقی سب کچھ آپ ہی آپ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامل مومن کو سب ترقیات حاصل ہوتی ہیں لیکن جو صرف دنیا دار ہوں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ضَلَّ سَعْیُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (الکھف: 105)۔ ان کی سب کوششیں دنیا میں ہی غائب ہو جاتی ہیں۔ حضرت مصلح موعود اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گویا روحانیت کے قبول کرنے والے کے لئے یعنی اوپر سے نیچے آنے والے کے لئے سیڑھی موجود ہے مگر نیچے سے اوپر جانے والے کے لئے سیڑھی موجود نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا میں ان تینوں امور کے حصول کے لئے الگ الگ ذرائع ہیں لیکن ایک ذریعہ مشترک بھی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا ہے۔ اخلاق کے لئے کوشش کرنے سے اخلاق مل جائیں گے۔ مادیات کے لئے کوشش کرنے سے مادیات حاصل ہو جائیں گی، دنیاوی ترقی حاصل ہو جائے گی۔ مگر ہر ایک کوشش کا نتیجہ اس دائرے کے اندر محدود رہے گا، اس سے باہر نہیں نکلے گا۔ مگر روحانیت کی درستی کرنے والوں کو ساری چیزیں مل جائیں گی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم بیعت کرتے وقت اس بات کی بیعت نہیں کرتے تھے کہ گلیاں چوڑی رکھیں گے یا صفائی کریں گے یا دوسری مادی چیزوں کا خیال رکھیں گے بلکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھتے تھے۔ اس سے اخلاق بھی درست ہوتے تھے اور اخلاق کی درستی سے یقیناً دنیا درست ہوتی تھی۔ مسلمان کے اس زمانے میں سچ کے معیار ایک نمونہ تھے۔ تجارت میں دیانتداری کی وجہ سے مسلمانوں کے سپرد دنیا والے بے دھڑک اپنی تجارتیں کر دیا کرتے تھے۔ رعایا سے انصاف دیکھ کر لوگ چاہتے تھے کہ مسلمان ہمارے حکمران ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے


**Earlsfield Properties**

*We will manage your property at 0% commission*
*Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years*
*Free management Service*
*Guaranteed vacant possession*

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میں ایک موقع پر شام سے مسلمانوں کو نکلنا پڑا کیونکہ اس وقت رومی فوجوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے مقابلہ مشکل تھا لیکن اس وقت شامی لوگ جو رعایا تھی وہ روتے تھے اور اصرار کرتے تھے کہ آپ لوگ یہاں سے نہ جائیں ہم آپ کی مدد کرتے ہیں۔ہم آپ کے ساتھ دفاع کریں گے۔حالانکہ شامی لوگ بھی عیسائی تھی اور رومی بھی عیسائی تھے۔مگر یہ اعلیٰ اخلاق اور حکومت کا حسن انتظام تھا جس نے شامی عیسائیوں کو عیسائی حکومت کے مقابلے پر مسلمانوں کی مدد پر آمادہ کر دیا۔ پس گو بادشاہت دنیوی چیز ہے لیکن مسلمانوں کی بادشاہت دنیوی نہیں تھی۔ یہ بادشاہت انہیں مذہب کے طفیل ملی تھی اس لئے مذہب کے پیچھے چلتی تھی اور اسی وجہ سے اس میں ایسی خوبیاں تھیں کہ مذہبی اختلاف کے باوجود رعایا چاہتی تھی کہ مسلمانوں کی بادشاہت قائم رہے،ان کی حکومت قائم رہے۔گومسلمانوں کو بادشاہت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے طفیل ملی تھی لیکن صرف زبانی دعویٰ نہیں تھا بلکہ حقیقی ایمان کے طفیل ملی تھی کیونکہ زبانی دعوے والا تو دنیا سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے مگر جس کو سچا مذہب مل جائے اس کے اخلاق بھی درست ہو جاتے ہیں اور دنیا بھی۔ کاش کہ آج کے مسلمان حکمران اس نکتے کو سمجھیں اور اپنی حکومتوں کو اس نہج پر چلائیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک تاجر کی مثال بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس نے ایک بڑی رقم اپنے شہر کے قاضی کو امانت کے طور پر رکھوائی۔ وہ سفر پر جا رہا تھا کہ سفر سے واپسی پر لے لوں گا۔ جب واپس آیا اور اپنی رقم کی تھیلی مانگی تو قاضی صاحب نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کوئی امانت نہیں رکھی اور نہ میں امانتیں رکھا کرتا ہوں۔ کیسی تھیلی اور کیسی امانت؟ تاجر نے بہت سی نشانیاں بتائیں لیکن قاضی انکاری تھا کہ میں نے تو کہہ دیا کہ امانتیں رکھا ہی نہیں کرتا۔ اس پر تاجر پریشان ہوا۔ آخر اسے کسی نے بتایا کہ بادشاہ فلاں دن اپنا دربار لگاتا ہے اور ہر شخص کی پہنچ اس تک ہوتی ہے۔ تم بھی جا کر اپنا معاملہ پیش کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ مگر کیونکہ اس کے پاس ثبوت کوئی نہیں تھا اس لئے بادشاہ نے کہا کہ بغیر ثبوت کے تو قاضی کو پکڑا نہیں جا سکتا۔ ہاں بادشاہ نے خود ہی ایک صورت بتائی کہ فلاں دن میری سواری اور جلوس نکلے گا، شہر میں جائے گا تم اس دن قاضی کے قریب کھڑے ہو جانا کیونکہ سڑک پہ بڑے بڑے لوگ استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ میں جب آؤں گا تو تم سے بے تکلفی سے باتیں کروں گا۔ تم بھی ایسے ظاہر کرنا جیسے میرے دوست ہو۔ ڈرنا نہیں کہ میں بادشاہ ہوں، کچھ ہو جائے گا۔ تم سے میں پوچھوں گا کہ بڑے عرصے سے ملے نہیں۔ تو تم بتانا کہ پہلے تو میں سفر پہ گیا ہوا تھا پھر واپس آیا تو ایک شخص کے پاس امانت رکھی ہوئی تھی اس کا جھگڑا چل رہا ہے۔ وصولی کی کوشش میں ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس پر مَیں تمہیں وہیں قاضی کے سامنے ہی کہوں گا کہ اس جھگڑے کے حل کے لئے میرے پاس تم آ جاتے۔ پھر تم کہنا کہ اچھا اگر حل نہ نکلا تو میں آپ کے پاس آؤں گا۔ چنانچہ اس دن جب بادشاہ آیا۔ اس تاجر نے ایسا ہی کیا۔ سوال جواب ہوئے۔ قاضی بھی جو بادشاہ کے استقبال کے لئے موجود تھا کھڑا یہ باتیں سن رہا تھا۔ جب بادشاہ کی سواری آگے چلی گئی تو قاضی صاحب تاجر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم ایک دن میرے پاس آئے تھے اور کسی امانت کا ذکر کیا تھا۔ میرا حافظہ کمزور ہے۔ کچھ نشانیاں بتاؤ۔ تو تاجر نے وہی نشانیاں جو پہلے بتائی تھیں دوبارہ بتا دیں۔ قاضی اب چونکہ بادشاہ کا رویہ اور سلوک دیکھ چکا تھا تو فوراً بولا یہ نشانیاں پہلے کیوں نہیں بتائیں۔ امانت میرے پاس محفوظ ہے۔ ابھی لا کر دیتا ہوں۔

جب ایک دنیوی بادشاہ جس کو محدود طاقت ہے اس کی دوستی انسان کو یہ مقام دے سکتی ہے کہ بڑے بڑے لوگ اس سے ڈرتے ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی دوستی کسی کو حاصل ہو اور دنیا اس کے قدموں پر نہ گر جائے۔ پس سچا مذہب حاصل کر کے انسان تمام دنیا کو حاصل کر سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ باتیں جو صحابہ کو ملیں انہوں نے دنیاوی طور پر حاصل نہیں کی تھیں بلکہ جو دنیا انہیں ملی وہ مذہب کے تابع ہو کر ملی۔ مگر اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہے۔ ایسا ایمان ہونا چاہئے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو جذب کرے۔ ایک شخص جسے کامل ایمان حاصل ہو وہ کس طرح اعلیٰ اخلاق کو چھوڑ سکتا ہے۔ اگر اخلاق کے سارے شعبے انسان اختیار کرے اور ان پر عمل کرے تو سچائی، دیانت، امانت، تقویٰ اور طہارت سبھی کچھ اسے حاصل ہو جائے گا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ علم، ہنر، ہوشیاری، لیاقت اور محنت اس کو حاصل ہو گی۔ اس پر عمل کرنے والا ہو گا اور نتیجۃً پھر دنیا بھی حاصل ہو گی۔ پس مومن کو سب سے زیادہ توجہ روحانی تعلق کی طرف کرنی چاہئے۔ ان لوگوں کی طرح نہیں جو سمجھتے ہیں کہ منہ سے اقرار کافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت زبان سے نہیں ہو سکتی بلکہ دل سے ہی ہو سکتی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے تو پھر انسان ہر شئے پر قبضہ کر لیتا ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 467 تا 470)

جب تک کوئی انسان کمال حاصل نہ کرے انعام نہیں مل سکتا۔ مذہب میں داخل ہونے سے بھی کمال ہی فائدہ دیتا ہے اس کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ آجکل ہم سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ یا تو پوری مخالفت کرنے والے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ انہیں کو فائدہ ہو رہا ہے۔ دوسرے چھوٹے چھوٹے مولویوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ یا کامل اخلاص رکھنے والے۔ ادنیٰ تعلق فائدہ نہیں دیتا۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کی طرف چل پڑے تو جیسا پہلوں کے ساتھ معاملہ ہوا اس کے ساتھ بھی ہو گا۔ اس زمانے میں بھی یہ ہو سکتا ہے۔ اگر انسان حقیقت میں اس کی کوشش کرے تبھی یہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ کی کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دیں۔ اس کے آستانے پر اپنے آپ کو گرا دیں تو آپ ہی آپ سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اور جو ترقی ہمارے لئے ضروری ہے آپ ہی آپ ہمیں مل بھی جائے گی۔ ایک عام مثال ہے کہ آگ کے پاس بیٹھنے سے انسان کے سب اعضاء جو ہیں وہ گرم ہو جاتے ہیں۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے پاس آئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ حصہ نہ لے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 471-470)

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ خدا کو حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مذہب کی حقیقت کو سمجھیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت کو ایک ایسی شئے بنائیں جو طبعی چیز بن جائے اور یہی چیز ہمارے اخلاق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے والی ہو گی اور دنیاوی ترقیات بھی ہم حاصل کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے اگر ہم حصہ لینے کی کوشش کریں تو تبھی ہم حقیقت میں فیض پا سکتے ہیں۔ جب ہم ایک لگن کے ساتھ اس نور سے حصہ لینے کی کوشش کریں گے تو جھوٹ جو اندھیرا ہے وہ بھی ہم سے خود بخود الگ ہو جائے گا۔ سستی، فریب اور دغا اور جو دوسری برائیاں ہیں، دوسروں کے حق مارنا یہ سب ظلمات ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نور کی وجہ سے خود بخود دور ہو جائیں گی۔ ہمارے اخلاق بھی بلند ہوتے چلے جائیں گے اور دنیاوی ترقیات بھی ملتی رہیں گی۔ پس اس معاشرے میں رہتے ہوئے اپنی نسلوں کو اگر دنیا داری کے بداثرات سے بچانا ہے، مذہب اور اخلاق کا جوڑ انہیں سمجھانا ہے، دنیاوی ترقی کو بھی حقیقی مذہب کے تابع ثابت کر کے انہیں یعنی ان کی نسلوں کو مذہب سے جوڑنا ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق جوڑنے کی خود بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

# نائیجیریا میں یوم مصلح موعودؓ اور یوم مسیح موعودؑ کا کامیاب انعقاد

عبدالخالق نیر۔ مبلغ انچارج نائیجیریا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال نائیجیریا کے 45 سرکٹس میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ سرکٹ لیول اور جماعتی لیول پر منعقد کئے گئے۔ نئی جماعتوں میں بھی پروگرام بنائے گئے۔ اس موقع کی مناسبت سے پیشگوئی مصلح موعودؓ کو پمفلٹ کی شکل میں انگریزی اور ہاؤسا میں 25000 کی تعداد میں شائع کروا کر تمام جماعتوں میں تقسیم کروایا گیا۔

اسی طرح یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے ایک پمفلٹ 25000 کی تعداد میں شائع کروا کر جماعتوں میں تقسیم کروایا گیا۔ اس پمفلٹ کا ٹائٹل Promised Messiah and Imam Mahdi تھا۔

جماعت کے 10 ریڈیو سٹیشنز پر جاری ہفتہ وار پروگراموں میں بھی ان جلسوں کا ذکر ہوا اور تقاریر بھی نشر ہوئیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ ان پروگراموں کے لئے ہمارے مربیان کرام، معلمین اور داعیان الی اللہ نے بہت محنت سے کام کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے بہترین نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ: قیامِ امن اور قانون کی پابندی کے متعلق جماعت احمدیہ کا فرض ............از صفحہ نمبر 4

منکروں کی طرح خدا اور اُس کے رسول کی آواز کے سننے سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنّت ہے کہ جو شخص بشاشت اور اخلاص سے اس کی اور اس کے رسول کی آواز کو نہیں سنتا اور اپنے نفس کو اُن کے حُکم سننے کے لئے آمادہ نہیں کرتا اور اَنانیت اور کِبر کے دو زہر اس میں موجود ہوتے ہیں اور سفلی زندگی کا کوئی حصہ اس میں باقی رہ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے دل کو سخت کر دیتا ہے۔ پھر اگر ایسے شخص کا دماغ سچائی کو قبول بھی کر لے اور اُس کی فکر اور عقل اسے صحیح بھی تسلیم کر لے تب بھی اس کا دل چونکہ مُردہ ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے دماغ اور دل کے درمیان میں ایک دیوار حائل کر دی جاتی ہے جس کی وجہ سے دل، دماغ کا حکم ماننے سے انکار کر دیتا ہے اور گو عقل ایسے انسان کی تسلّی پا چکی ہوتی ہے مگر اُس کا قلب عمل کرنے سے دریغ کرتا ہے اور نفس اطاعتِ الٰہی میں لذت نہیں پاتا اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص ایمان کے مرتبہ سے محروم رہ جاتا ہے اور وہ زندگی جو مومنوں کے لئے مقدر ہے اس شخص کو حاصل نہیں ہوتی۔ ...............(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

# حضرت شیخ محمد سلطان صاحب رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر

(لئیق احمد مشتاق، مبلغ سلسلہ سرینام۔جنوبی امریکہ)

میرے پردادا جان محترم شیخ محمد سلطان صاحب ابن شیخ محمد دین صاحب ان سعید فطرت لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سلطان القلم کی تحریرات سے متأثر ہوکر ان کی دعوت کو قبول کیا اور اُن کے حلقۂ بیعت میں داخل ہوکر ''صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا'' کے مقدّس زمرہ میں شامل ہوئے۔

آپ کے والد صاحب تین بھائی تھے۔شیخ محمد دین صاحب،شیخ احمد دین صاحب اور شیخ شرف دین صاحب۔یہ بھائی چمڑے کی خرید وفروخت کا کام کرتے تھے۔محترم محمد دین صاحب کے تین بیٹے تھے۔محترم شیخ مولا بخش صاحب،محترم شیخ محمد رمضان صاحب اور محترم شیخ محمد سلطان صاحب۔

محترم شیخ محمد سلطان صاحب کی پیدائش 1873ء میں ہوئی۔آپ کا آبائی گاؤں رسول نگر ضلع گوجرانوالہ تھا،جوعلی پور چٹھہ سے آٹھ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور اُس زمانے میں اِسی شہر کے ریلوے سٹیشن سے زیادہ تر آمدورفت ہوتی تھی۔دریائے چناب کے کنارے آباد یہ گاؤں کسی زمانے میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی گرمائی رہائشگاہ تھا۔اِسی گاؤں میں نومبر 1848ء میں سکھوں اور انگریز فوج کے درمیان رام نگر کی مشہور لڑائی ہوئی تھی۔

رسول نگر گاؤں کی زمین کثرت سے دریا برد ہورہی تھی اس لئے لوگ اس گاؤں سے نقل مکانی پر مجبور ہونے لگے۔1860ء سے 1865ء کے درمیان احمد دین اور محمد دین صاحبان کی اولاد لودھراں ضلع ملتان اور شرف دین صاحب کی اولاد بھابڑہ ضلع سرگودھا جاکر آباد ہوگئی۔اوران کے سسرالی رشتہ دار کچھ شجاع آباد ضلع ملتان اور کچھ موئنجو دڑو سندھ جاکر آباد ہوگئے۔ہجرت کے بعد بھی ان لوگوں نے آبائی کاروبار جاری رکھا اور ''شیخ محمد رمضان،محمد سلطان سوداگرانِ چرم'' کے نام سے علاقہ میں شہرت پائی۔خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کے کاروبار نے بہت وسعت اختیار کی اور کچھ عرصہ بعد بحری جہاز پر اِن کا سامان ہندوستان سے باہر بھی جانے لگا۔

## امام الزمان علیہ السلام کے قدموں میں

آپ کی بیعت کا واقعہ رجسٹر روایات نمبر 13 میں محفوظ ہے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ 1897ء کا ذکر ہے کہ میرے پاس ایک اہلحدیث مولوی ہیڈ مدرس واحد بخش صاحب آکر مہمان ٹھہرے۔میں بھی اہل حدیث تھا۔انہوں نے زمانہ کے فسق و فجور بیان کرنا شروع کر دیئے اور یہ بھی کہا کہ لوگ نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے ہیں۔مگر اللہ تعالیٰ ڈھیل دے رہا ہے۔میں نے کہا کس نے دعویٰ کیا ہے؟ کہنے لگے مرزا قادیان والے نے۔میں نے کہا کیا ان کا دعویٰ زبانی ہے یا کوئی تحریر بھی ہے۔انہوں کہا اس نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔میں نے کہا کوئی کتاب آپ مجھے دے سکتے ہیں،تاکہ میں خود پڑھ کر ان کی تصدیق یا تکذیب کروں۔کہنے لگا اڑھائی روپے مجھے دو،میں تمہیں ان کی ایک دو کتابیں بھیج دوں گا۔چنانچہ انہوں نے چھ سات روز بعد آئینہ کمالات اسلام،التبلیغ عربی اور عبداللہ آتھم کے مقابلہ پر کچھ اشتہار وغیرہ بھیج دیئے۔مَیں نے ان کو پڑھنا شروع کیا۔جب وفات مسیح کا ذکر پڑھ چکا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات میں تو کوئی شبہ نہیں اور حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں ضرور سچے ہیں۔میں بیعت کا خط لکھنا چاہتا تھا مگر وہ اتوار کا دن تھا اس لئے پریشانی ہوئی۔ایک میلا سا خط میرے پاس پڑا تھا اُس کو اٹھایا اور بیعت کی درخواست کے ساتھ ہی لکھ دیا کہ یہ قیاس کرکے کہ پتہ نہیں زندگی وفا کرے یا نہ ایک میلا خط لکھ رہا ہوں۔حضور معاف فرماویں۔حضور کی طرف سے مولوی عبدالکریم صاحب کا لکھا ہوا خط ملا کہ حضور علیہ السلام نے آپ کی بیعت قبول فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ نماز پنجگانہ، تلاوت قرآن کریم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اپنا شعار بنالیں۔مَیں نے مولوی واحد بخش صاحب کو کہا کہ یہ کتابیں مرزا صاحب کی مَیں نے پڑھی ہیں،آپ یا قرآنی دعاوی کو غلط ثابت کر دیں یا قبول فرماویں۔انہوں نے کتاب لے لی اور کہا کل آنا۔دوسرے روز جب مَیں گیا تو انہوں نے فرمایا کہ دعویٰ سچا ہے اور جو کچھ مرزا صاحب نے لکھا ہے قرآن کریم کی رو سے سچ لکھا ہے۔میں نے کہا، الحمدللہ پھر بیعت کرلیں۔انہوں نے کہا اچھا کل انشاء اللہ بیعت کا خط لکھوں گا۔دوسرے روز گیا۔انہوں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔تیسرے دوست حافظ مولوی احمد بخش نے بھی بیعت کرلی۔یہ صاحب حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے جماعتی بھی تھے۔تھوڑے عرصہ کے بعد میں قادیان حاضر ہوا اور حضور کے ہاتھ پر آخر 1897 یا 1898 میں بیعت کی۔

(رجسٹر روایات نمبر 13 صفحہ نمبر 151-152)

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے عالم شباب میں 24 سال کی عمر میں مسیح محمدی کی فوج میں شامل ہونے کا اعزاز پایا۔

آپ کے سب سے بڑے بھائی محترم شیخ مولا بخش صاحب نے 1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرکے صحابی ہونے کی سعادت حاصل کی۔

رجسٹر روایات میں آپ تحریر کرتے ہیں کہ میرے بڑے بھائی میرے ساتھ تبادلہ خیالات کرتے رہتے تھے۔وہ میرے خیالات کی تصدیق کرتے تھے۔اور حضرت اقدس کو حق بجانب سمجھتے تھے،مگر کہتے تھے میں پہلے ایک شخص کا مرید ہوں، ایک بیوی کے دو خاوند نہیں ہو سکتے۔میں نے ان کو بہتیرا سمجھایا کہ امام کی موجودگی میں اور کسی کی بیعت نہیں رہ سکتی۔مگر وہ نہ مانے۔پھر انہوں نے خواب دیکھی کہ ایک پہاڑ ہے،اس کے بعد ایک چھوٹی سی جھونپڑی ہے۔اس میں معلوم ہوتا ہے کوئی عورت دودھ بلو رہی ہے،اور ایک مرغ نے اذان دی ہے۔میں پھر قادیان حاضر ہوا اور حضور کی خدمت میں یہ خواب عرض کی اور بھائی صاحب کے لئے دعا کی درخواست کی۔حضور نے اس خواب کی تعبیر میں فرمایا:اس پہاڑ پر ہمارے ہی پاؤں ہیں،ہم ایک مضبوط چٹان پر ہیں۔اور بظاہر جھونپڑی بھی ہم ہی ہیں،یا فرمایا ہماری جماعت ہے۔اور دودھ دین ہے۔اور مرغ کی اذان کا مطلب ہے کہ ظلمت کی رات گزر گئی،یا فرمایا کٹ گئی۔اب سورج طلوع ہوگیا۔تمہارا بھائی انشاء اللہ بیعت کرلے گا۔مَیں واپس گیا اور اپنے بھائی کو اس خواب کی تعبیر سنائی جو حضور نے بیان فرمائی تھی۔چنانچہ بھائی صاحب نے دو تین ماہ بعد بیعت کرلی۔

(رجسٹر روایات نمبر 13 صفحہ نمبر 153-154)

اس طرح آپ کے بڑے بھائی محترم شیخ محمد رمضان صاحب کو بھی حلقہ بگوش احمدیت ہونے کی توفیق ملی۔

## دیار حبیب میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نصیحت کے پیش نظر کہ بار بار قادیان حاضر ہونا چاہیے،آپ کو متعدد بار دیارِ مسیح میں جانے اور اپنے آقا کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع ملا۔ایک بار حضرت اقدس علیہ السلام کے پاؤں دبانے کی سعادت حاصل ہوئی۔اس اثناء میں حضور نے پوچھا،''میاں سلطان تبلیغ بھی کرتے ہو؟''۔آپ نے جواب دیا حضور میں کیا تبلیغ کروں جاہل آدمی ہوں۔یہ سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور بڑے جلال سے فرمایا،''کون کہتا ہے تم جاہل ہو۔جاہل وہ ہے جس نے زمانے کے امام کو نہیں پہچانا۔تمہیں خدا نے امام وقت کو پہچاننے اور اس پر ایمان لانے کی توفیق دی ہے۔تم جاہل نہیں ہو''۔آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زبان سے نکلے ان الفاظ کو بڑی عقیدت سے یاد کیا کرتے تھے اور بڑے فخر سے بیان کیا کرتے تھے۔اس نصیحت کے بعد آپ نے کثرت سے تبلیغ شروع کی اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے اس کے بہترین نتائج ظاہر ہوئے۔

اپنے آقا کے صاحبزادگان سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر گو اس وقت قریباً دس گیارہ سال تھی،مگر ایک بار اس مطہّر وجود کو کندھوں پر اٹھا کر ریتی چھلّہ لے جانے کی سعادت حاصل کی۔

## طبیب حاذق

### حضرت حکیم مولانا نورالدین کا ایک نسخہ

اکثر سردیوں میں آپ کو زکام اور کھانسی کی شکایت ہو جاتی تھی۔ایک بار قادیان گئے تو حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف بیان کی۔حضور نے فرمایا دو آنے کی املی اور دو آنے کا آلو بخارا خرید لیں۔رات کو ان کی تھوڑی سی مقدار پانی میں بھگو کر رکھیں اور اس پانی میں ہلکا نمک ملا کر پیئیں۔آپ نے عرض کی حضور خدا تعالیٰ کے فضل سے صاحب حیثیت ہوں دس بیس روپے کی دوا خرید سکتا ہوں۔حضور نے فرمایا میں حیثیت دیکھ کر نسخہ نہیں بتاتا۔آپ کا علاج ہی یہی ہے۔

## سماجی تعلقات

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ انتہائی ذہین، زیرک اور معاملہ فہم انسان تھے۔علاقے میں بڑی عزت اور جان پہچان تھی۔کوئی میٹنگ یا پنچایت آپ کے بغیر نہیں ہوتی تھی۔پنچائتی معاملات میں آپ کا فیصلہ کھلے دل سے قبول کیا جاتا تھا۔لودھراں میں آپ کے گھر کے پاس ہی مسجد تھی جہاں سالہا سال تک احمدی اور غیر احمدی باری باری نماز باجماعت ادا کرتے رہے اور کبھی کوئی تلخی نہیں ہوئی۔

## غیرت ایمانی اور خدائی نصرت

ایک دفعہ آپ کے بڑے بھائی محترم شیخ محمد رمضان صاحب نے آپ کو قرض کی وصولی کے لئے بھجوایا۔مختلف علاقوں اور لوگوں سے رقم وصول کرنے کے بعد تین سو روپے جمع ہوئے جو سو سو کے تین نوٹوں کی صورت میں تھے۔یہ رقم آپ نے تہبند میں اُڑس لی اور واپسی کے سفر پر روانہ ہوئے۔راستے میں تیز ہوا اور طوفانی بارش نے آلیا اور آپ بڑی مشکل سے شام کو گھر پہنچے۔جب رقم کو ٹٹولا تو پیسے غائب تھے۔آپ نے پریشانی کے عالم میں بار بار دیکھا مگر کچھ نہ ملا۔بھائی سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا تم نے قادیان مرزا کو بھجوا دیئے ہوں گے اور گم ہونے کا بہانہ کر رہے ہو۔آپ نے بار بار حقیقت حال بیان کی مگر وہ اپنی بات پر مصر رہے۔یہ صورتحال دیکھ کر آپ نے کہا کہ مَیں نے رقم مرزا صاحب کو نہیں بھجوائی اور میں حق پر ہوں۔اور اگر مرزا صاحب سچے ہیں تو وہ رقم ضرور ملے گی۔آپ میرے ساتھ چلیں۔یہ کہہ کر لالٹین ہاتھ میں پکڑی اور اس طوفانی رات میں الٹے پاؤں لوٹ گئے۔اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ رقم کی تلاش شروع کی۔خدا نے اپنی رحمت سے آپ کی نیک نیّتی اور سچی کوشش کو قبول کیا اور اس تاریک رات میں تینوں نوٹ ایک جھاڑی میں اٹکے ہوئے گیلی حالت میں آپ کو مل گئے۔یہ دیکھ کر آپ کے بڑے بھائی نے اقرار کیا کہ آپ سچے ہو اور آپ کا امام بھی سچا ہے۔

## علاقے میں تبلیغ اور اس کے اثمار

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے بڑی محنت اور جذبے کے ساتھ علاقے میں تبلیغ کی اور مسیح محمدی علیہ السلام کی آمد کی منادی کی۔آپ کی تبلیغ کا ایک بہترین پھل مکرم ومحترم غلام احمد صاحب کی صورت میں ظاہر ہوا جو لودھراں میں پوسٹ ماسٹر تھے۔ان کے بیٹے محترم مولانا محمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کو لمبا عرصہ مختلف ممالک میں خدمت دین کی توفیق ملی،اور ان کے پوتے محترم مبارک احمد طاہر صاحب آج کل سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔اس کے علاوہ آپ کے ذریعہ دو بھائی محترم نواب خان صاحب اور محترم محمود خان صاحب کو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی جو لودھراں میں عرضی نویس تھے۔لودھراں میں جماعت قائم کرنے کے علاوہ آپ کو قریب کے علاقوں،''جلہ ارائیاں'' اور ''جت والا'' میں جماعتیں قائم کرنے کی توفیق ملی۔

## اہل وعیال

پہلی بیوی سے آپ کا ایک ہی بیٹا تھا جو میٹرک کے بعد ڈسپنسری کا کورس کر رہا تھا کہ اچانک بیمار ہوکر راہیٔ ملک عدم ہوا۔کچھ عرصہ بعد آپ کی اہلیہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا۔آپ نے جوان بیٹے اور اہلیہ کی وفات کا صدمہ بہت حوصلے اور صبر کے ساتھ برداشت کیا۔پھر آپ نے عقدِ ثانی کیا۔اس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے، شیخ مشتاق احمد صاحب، شیخ اشفاق احمد صاحب اور شیخ مشکور احمد صاحب۔تین بیٹیاں کم عمری میں فوت ہو گئیں۔تیسری بیوی سے اللہ نے آپ کو دو بیٹے اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔اہل وعیال سے بہترین سلوک کرنے والے،نرم زبان استعمال کرنے والے اور بچوں کی تربیت کا پورا خیال رکھنے والے وجود تھے۔

## شدھی تحریک کے خلاف جہاد میں شرکت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مارچ 1923ء میں شدھی کی تحریک کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا،اور افراد جماعت کو تین ماہ کے لئے ذاتی خرچ پر وقف کرنے اور متأثرہ علاقوں میں فتنۂ ارتداد کا انسداد کرنے کی تحریک فرمائی۔آپ نے امام وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس تحریک میں شمولیت کا ارادہ کیا۔اہل خانہ کے لئے اخراجات کا انتظام کیا اور اپنا زادِراہ لے کر ملکانہ کے علاقہ میں تین ماہ بھرپور خدمت کی توفیق پائی۔حسب ہدایت اپنا کھانا خود پکاتے رہے اور اکثر راتیں زمین پر سو کر گزاریں۔

## جلسہ سیرت النبیؐ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1928ء کے آغاز میں وسیع پیمانے پر جلسہ ہائے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم منعقد کرنے کی تحریک فرمائی اور اتوار 17 جون 1928ء کا دن یوم سیرت النبیؐ کے طور پر منانے کا اعلان فرمایا۔اس دن ہندوستان کے طول وعرض میں نہایت تزک واحتشام سے جلسے کئے گئے اور اس مقدّس ومطہّر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا تذکرہ ہوا۔اِس

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

# مکرمہ نیاز بیگم صاحبہ (مرحومہ)

## اہلیہ محترم چوہدری عبدالعزیز صاحب ڈوگر کا ذکرِ خیر

(عبدالغفور ڈوگر۔ فرینکفورٹ جرمنی)

میں بھی اُن خوش قسمتوں میں سے ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے محبت وشفقتوں سے معمور ایسی ماں عطا کی جنہوں نے زندگی کے آخری سانس تک شفقتوں کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ 2 جولائی 2013ء کو 81 سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد اپنے خالقِ حقیقی سے جاملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ کی زندگی میں میرے لئے آپ سے ہمیشہ کے لئے جُدائی کا تصور بھی انتہائی تکلیف کا باعث ہوتا تھا۔ لیکن آپ کے اچانک انتقال پر آپ کا صبر، استقامت اور زندگی بھر خُدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتے رہنے کا بیمثال اُسوہ ہمارے لئے صبر کا باعث ہوا۔ آپ زندگی بھر خُدا تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتی رہیں اور مشکل سے مشکل حالات میں بھی صبر اور شکر کا دامن کبھی نہ چھوڑا اور ہمیشہ اپنے خُدا کے آگے اپنی ہر مراد پیش کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم اعلان کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ (سورۃ الرحمٰن آیت 27، 28) ہمارے لئے صبر کا ایک دائمی اور ابدی پیغام ہے۔ اور ہم اپنے خُدا کی رضا پر راضی ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ ''جنت ماں کے قدموں تلے ہے''۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس ارشادِ مبارک کی تشریح کرتے ہوئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا تا کہ جنت ہر ماں کے قدموں تلے نہیں ہوتی۔ ماں قدموں تلے جنت خود بناتی ہے۔ عملِ صالح اور خُدا کی راہ میں مجاہدات کرتے ہوئے اولاد کی بہترین تربیت کرنا قدموں تلے جنت بناتا ہے۔

میں اپنی والدہ کی مجاہدانہ زندگی پر جب غور کرتا ہوں تو بڑے وثوق سے یہ کہتا ہوں کہ میری والدہ نے بھی ان راہوں پر چلتے ہوئے بڑی محنت سے اپنے قدموں تلے یہ جنت بنائی۔ آپ کی 81 سالہ زندگی خُدا تعالیٰ کے فضلوں کی آئینہ دار ہے۔ اِس کا مشاہدہ ہم نے آپ کی وفات کے بعد بھی کیا وہ اس طرح کہ جس دن آپ کی وفات ہوئی خوش قسمتی سے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرینکفورٹ شہر میں تشریف فرما تھے۔ حضور نے اُسی دن جماعت کے مرکز بیت السبوح کی مسجد میں بعد نماز مغرب وعشاء آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی جس میں ہزاروں کی تعداد میں مردوزن احباب جماعت وخواتین نے شرکت کر کے آپ کی مغفرت کی دُعا مانگی۔ آپ موصیہ تھیں۔ آپ کی تدفین فرینکفورٹ جرمنی کے Süd Friedhof (جنوبی قبرستان) میں 4 جولائی کو ہوئی جس میں احباب جماعت کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو جہاں بہت سی خوشخبریاں دیں وہاں یہ خوشخبری بھی دی کہ اللہ تعالیٰ قیامت تک اس جماعت کو ایسے وجود عطا کرتا چلا جائے گا جو دین کی خاطر اپنی زندگیاں پیش کرتے چلے جائیں گے۔ حضور کی پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ نے جماعت کو قربانیوں کے بے شمار پھل لگائے۔ اِن قربانیوں میں ایک انتہائی شیریں پھل واقفِ زندگی کا بھی ہے۔ میری والدہ بہت خوش قسمت تھیں اور اپنی اس خوش قسمتی پر ناز کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک واقفِ زندگی کی شریکِ حیات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ماسٹر چراغ محمد صاحب کی بہو ہونے کی توفیق عطا فرمائی۔

آج سے 64 سال پہلے جبکہ آپ کی عمر 17 سال تھی آپ کی شادی محترم عبدالعزیز ڈوگر صاحب واقفِ زندگی سے قرار پائی۔ آپ ایک متمول زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں مگر جب واقفِ زندگی کے گھر میں آئیں تو ازدواجی زندگی ، 64 سال کا لمبا زمانہ بے مثال صبرو قناعت اور قربانی و ایثار و وفا کرتے ہوئے گزارا۔ سادہ زندگی کو اس طرح سے اپنایا کہ دُنیاوی خواہشات سے کلّیۃً مُنہ موڑ لیا۔ میں ہمیشہ اِس بات پر بڑا حیران ہوتا ہوں کہ مادہ پرستی کی چکا چوند نے بڑی بڑی طاقتوں کو خیرہ کر دیا لیکن حضرت مسیح موعودؑ کو عطا ہونے والے وجود کیسے بے مثال ہیں کہ جنہوں نے مادہ پرستی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اُس کو شکست دی۔ آپ کے انتہائی سادہ کپڑے بھی اُن کے اِردگرد زرق برق لباسوں میں ملبوس خواتین کے سامنے اُن کے اعتماد کو متزلزل نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اس بات پر فخر کرتی تھیں کہ انہوں نے یہ سادہ زندگی اپنے دین کی سر بُلندی کے لئے اختیار کی ہے۔ میری والدہ نے زندگی بھر کبھی کوئی ناجائز مطالبہ میرے والد صاحب سے نہیں کیا۔ کبھی کوئی ایسی فرمائش نہیں کی جو اُن کی استطاعت سے باہر ہو۔ واقفِ زندگی کی جو توفیق تھی اُسی میں ہی بڑے صبر و شکر کے ساتھ گزارا کیا۔ آپ کی شادی کے ساتھ ہی والد صاحب کے پاس اُن کے پانچ بھائی ربوہ میں تعلیم حاصل کرنے کے سلسلہ میں مقیم تھے۔ جب آپ بیاہ کر آئیں تو آپ کی عمر صرف 17 سال تھی یہ عمر ہوتی ہے جس میں بچی ابھی بہت کچھ سیکھنے اور سکھانے کے عمل سے گزرتی ہے۔ گویا یہ کہ آپ کو پہلے دن سے ہی ذمہ داریوں سے بھرا ہوا گھر ملا۔ لیکن آپ نے چھوٹی عمر میں بھی کمال درجہ ہنر مندی، محبّت اور جانفشانی کے ساتھ اِن ذمہ داریوں کو انتہائی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ کوارٹر کی انتہائی تنگ رہائش میں خود تکلیف اُٹھا کر اُن کے آرام، آسائش کا خیال کرتیں اور پوری کوشش کرتیں کہ وہ یکسوئی کے ساتھ اپنی تعلیم کی طرف توجہ کرسکیں۔ اپنے ساس اور سُسر کے ساتھ ہمیشہ بے حد عزت واحترام کا سلوک کیا۔ اُن کی خدمت کو ہمیشہ ایک سعادت جانا۔ آپ خود سات بچوں کی ماں تھیں۔ لیکن ساس اور سُسر کی خدمت میں یہ مصروفیت کبھی بھی آڑے نہیں آئی اور اس طرح آپ اس قرآنی حکم پر عمل کرنے والی بنیں کہ ماں باپ جب بڑھاپے کی عمر کو پہنچیں تو اُن کی خدمت سے کبھی تھکو نہیں۔ آپ کا ہر عمل خُدا اور رسول کے احکامات کی اطاعت میں گزرتا۔ اپنے خاوند سے بے انتہا محبّت اور پیار اور فرمانبرداری کا سلوک کیا۔ زندگی کے تمام معاملات کو انتہائی خوش اسلوبی سے نبھایا۔ میرے والد صاحب کے سپرد بعض ایسی ذمہ داریاں بھی رہیں کہ اُن کا تعلق پورے شہر یعنی ربوہ کے مکینوں کے ساتھ رہا۔ لوگوں کے حالات وواقعات سے وہ باخبر ہوتے اور جہاں مدد کی ضرورت ہوتی اس کے لئے اپنی تمام صلاحیتیں وقف کر دیتے۔ میری والدہ نے اپنے خاوند کی اِس خوبی کو قابلِ تقلید جانا اور جہاں تک ممکن ہوا اپنے دائرہ اثر میں لوگوں کے گھریلو حالات سے اپنے کو باخبر رکھا اور جہاں بھی تعاون کی ضرورت پیش آتی اُس کے لئے بے کل ہو کر ضرورت کو پورا کرنے پر مُستعد ہو گئیں۔

ہمارا بچپن تحریک جدید کے کوارٹرز میں گزرا۔ کوارٹرز میں رہائش رکھنے والے سب واقفین تھے اور ایک خاندان کی طرح رہتے تھے۔ بچوں کا ایک دوسرے کے گھروں میں بلاروک ٹوک آنا جانا ایک معمول کی بات تھی۔ والدہ صاحبہ سب بچوں کے ساتھ شفقت کے ساتھ پیش آتیں۔ اخوت ومحبت اور اپنائیت کے اس ماحول نے مرتے دم تک اپنا اثر دِکھایا۔ ماضی کے وہ بچے اب بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ رہے ہیں بلکہ اُن میں سے پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں والے ہیں۔ لیکن جذبہ اخوت آج بھی اُسی طرح زندہ ہے اور والدہ جب بھی جرمنی تشریف لاتیں کوارٹرز میں قائم ہونے والے تعلق کے ناطے سب سلام کرنے حاضر ہوتے اور والدہ کو بھی سب کے نام از بر تھے۔ والدہ کی زبانی بچپن کی شرارتوں کا ذکر سُن کر سب محظوظ ہوتے۔ ربوہ کے پُرانے خاندانوں کو ہمیشہ یاد رکھا اور جس خاندان کا کوئی فرد اُن سے ملنے آیا تو ایک ایک کا نام لے کر سب کا حال احوال معلوم کرتیں اور خوش ہو کر خُدا تعالیٰ کے فضلوں اور انعاموں پر اپنے ربّ کا شکر ادا کرتیں۔ آپ کی وفات پر اُن سے محبّت کرنے والوں کے دُنیا بھر سے تعزیت اور افسوس کے فون آئے۔ ہر ایک یہی کہہ رہا تھا کہ ہمیں ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ آج ہماری والدہ ہم سے جُدا ہوگئی ہیں۔ والد صاحب کی زندگی میں ایک ایسا مشکل وقت بھی آیا جب آپ کو وقف سے عارضی طور پر علیحدگی کا کڑوا گھونٹ بھی پینا پڑا۔ والد صاحب ربوہ سے باہر منتقل ہو گئے۔ اگرچہ فیملی پر یہ ایک کڑوا وقت تھا۔ لیکن والدہ نے اس وقت کو بچوں کی خاص رنگ میں تربیت کے لئے ایک سُنہری موقع جانا اور تمام اولاد کو نظامِ جماعت سے وابستگی اور خلیفہ وقت کی محبّت اور اطاعت کا درس پہلے سے بھی بڑھ کر جوش وجذبہ سے دینا شروع کیا اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اس زمانہ میں نظامِ جماعت سے وابستگی اور خلیفۂ وقت کی اطاعت کا جو رنگ ہم پر چڑھا وہ آج تک ہمارے کام آ رہا ہے۔

آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور ایک بڑا خاندان غیر احمدی تھا۔ لیکن آپ نے اپنے میکے سے نہ صرف پختہ تعلق رکھا بلکہ جہاں بھی ضرورت ہوئی آپ اُن کی حتی المقدور مدد بھی کرتیں۔ ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مالی لحاظ سے خوب کشائش عطا فرمائی۔ آپ اپنے خاندان کی خوب مالی مدد بھی کرتیں۔ یتیموں، بیواؤں کا بہت خیال کرتیں۔ کسی بچی کی شادی کروا دیتیں۔ کسی کو بھینس خرید کر دے رہی ہیں۔ غرض کہ ہر قسم کی مدد کرتی رہتیں اور اگر اس پر لاکھوں بھی خرچ ہو گئے تو آپ نے پرواہ نہیں کی۔ اپنی وراثت میں ملی ہوئی زرعی زمین اپنے بھائی کی اولاد کو دے دی۔ والد صاحب کی زندگی کی آخری سانس تک بے انتہا خدمت کی۔ آخری چند سالوں میں دل کی تکلیف بھی ہو گئی اور صحت کمزور رہنے لگی لیکن ہر وقت والد صاحب کی صحت اور آرام کا خیال رہتا۔ خود تکلیف اُٹھا کر اُن کی تیمار داری کرتیں۔ آپ احمدی ہونے کے بعد سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمِ کلام سے فیضیاب ہوئیں اور دُعاؤں اور خُدا سے تعلق میں بڑھتی چلی گئیں۔

دُعا پر کامل یقین تھا اور ہمیشہ کہتیں کہ میرے خُدا نے مجھے وہ سب کچھ عطا کیا جو میں نے اُس سے مانگا۔ اور اس کے لئے خُدا کا بے حد شکر ادا کرتیں۔ شکر ادا کرنے کا بہترین طریق وہی تھا جس کا میں نے اوپر ذکر کیا کہ مستحقین اور غریب رشتہ داروں کا بہت خیال کرتیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے اِس حکم کو پورا کرنے والی بنیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی (سورۃ النحل۔ آیت 91)

نماز کی ادائیگی بہت پابندی سے کرتیں اور نماز کو انتہائی سنوار کے ادا کرتیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اِس فرمان کو ہمیشہ مدّنظر رکھتیں کہ نماز میں بہت دُعا کیا کرو۔ خُدا کی ذات پر کامل یقین اور اعتبار تھا۔ اور اُس کے در سے کبھی مایوس نہیں ہوتی تھیں۔ دین کے معاملہ میں ہم نے اپنی والدہ کے عملی نمونہ سے بہت کچھ سیکھا۔ قرآن سے بے حد عشق تھا۔ کثرت سے قرآن کی تلاوت کی کوشش کرتیں۔ اور قرآنی احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرتیں۔ دن میں سینکڑوں مرتبہ درود شریف کا ورد کرتیں۔ آپ نظامِ جماعت سے وابستگی کو اپنے لئے اعزاز سمجھتیں اور باقاعدگی سے جماعتی اجلاسات میں حاضر ہوتیں اور اپنی خوش خُلقی اور محبت سے بہت ہر دلعزیز تھیں۔ آپ کو اپنے حلقہ میں نائب صدر لجنہ کے عہدہ پر خدمت کی توفیق ملی۔

حضور کا خطبہ جمعہ ایم ٹی اے پر دیکھتیں بلکہ ایم ٹی اے کے تمام پروگرام بہت شوق سے دیکھتیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا چہرہ دیکھتے ہی درود شریف کا ورد شروع کر دیتیں۔ وفات سے دو دن قبل طبیعت خراب تھی مجھے کہا کہ جرمنی کا جلسہ شروع ہے اور ایم ٹی اے LIVE پروگرام دیکھتی رہیں۔

والد صاحب 74ء میں گرفتار ہوئے اور 75ء میں اُن پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر میں نے کبھی اپنی والدہ کے چہرہ پر فکر یا پریشانی نہیں دیکھی بلکہ ان قربانیوں پر خُدا کا شکر ادا کرتیں کہ ہمارے حصہ میں آئی ہیں۔ آپ بے حد مہمان نواز تھیں۔ ہمارا خاندان ایک وسیع خاندان ہے۔ سارا سال مہمانوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے اور جلسہ سالانہ پر تو گھر کا چپہ چپہ مہمانوں سے پُر ہوتا لیکن میں دیکھتا کہ مہمانوں کی کثرت آپ کی خوشی کو اور بڑھا دیتی اور ہر ایک کی خدمت کر کے آپ کو بے حد خوشی ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چار بیٹیوں اور تین بیٹوں سے نوازا۔ سب خُدا کے فضل سے اپنے گھروں میں آباد اور صاحبِ اولاد ہیں۔ خاکسار عبدالغفور ڈوگر گزشتہ 38 سال سے فرینکفورٹ جرمنی میں آباد ہے اور جماعت کے ابتدائی احباب میں شمولیت کا اعزاز ہے۔ دوسرے بیٹے عبدالرزاق صاحب ڈوگر بھی فرینکفورٹ میں ہیں اور گزشتہ کئی برسوں سے اپنے حلقہ کی جماعت کے صدر ہیں اور دینی خدمات میں پیش پیش رہتے ہیں۔ تیسرے بیٹے عبدالحنان ڈوگر ہیں جو ماشاء اللہ بہت کامیاب بزنس مین ہیں اور جماعت کی مالی خدمت میں بھی فراخ دلی سے حصہ لیتے ہیں۔

آپ کی بڑی بیٹی ریاض بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری رشید مبارک ڈوگر کینیڈا میں مقیم ہیں۔ دوسری بیٹی افتخار النساء صاحبہ اہلیہ قاضی محمد سلیمان یوسف صاحب یوکے میں آباد

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

# سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ شہادت توحید

## حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات کی روشنی میں

(نصیر احمد قمر)

قسط نمبر 3 (آخری)

## تبتّل الی اللہ کا کامل اور عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ہمارے نزدیک اُس وقت کسی کو مُتبتّل کہیں گے جب وُہ عملی طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام اور رضا کو دُنیا اور اس کی متعلقات ومکرُوہات پر مقدّم کرے۔ کوئی رسم وعادت، کوئی قومی اُصول اس کا رہزن نہ ہوسکے۔ نہ نفس رہزن ہوسکے، نہ بھائی، نہ جورو، نہ بیٹا، نہ باپ۔ غرض کوئی شے اور کوئی متنفس اس کو خدا تعالیٰ کے احکام اور رضا کے مقابلہ میں اپنے اثر کے نیچے نہ لاسکے اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں ایسا اپنے آپ کو کھودے کہ اس پر فنائے اَتم طاری ہوجائے اور اس کی ساری خواہشوں اور ارادوں پر ایک موت وارد ہوکر خدا ہی خدا رہ جاوے۔

......تبتّل تام کی صورت میں یہ ضروری امر ہے کہ ایک سُکر اور فنا انسان پر وارد ہو، مگر نہ ایسی کی وہ اسے خدا سے کم کرے بلکہ خدا میں گُم کرے۔

غرض عملی طور پر تبتّل کی حقیقت تب ہی کھلتی ہے جب کہ ساری روکیں دُور ہوجائیں اور ہر ایک قسم کے حجاب دُور ہوکر محبتِ ذاتی تک انسان کا رابطہ پہنچ جاوے اور فناءِ اَتم ایسی حاصل ہوجاوے۔ قیل وقال کے طور پر تو سب کچھ ہوسکتا ہے اور انسان الفاظ اور بیان میں بہت کچھ ظاہر کرسکتا ہے، مگر مشکل ہے تو یہ کہ عملی طور پر اسے دکھا بھی دے جو کچھ وہ کہتا ہے۔ یوں تو ہر ایک خدا کو ماننے والا ہے۔ پسند بھی کرتا ہے اور کہہ بھی دیتا ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کو سب پر مقدم رکھوں اور مقدّم کرنے کا مدّعی بھی ہوسکتا ہے۔ لیکن جب ان آثار اور علامات کا معائنہ کرنا چاہیں جو خدا کے مقدّم کرنے کے ساتھ ہی عطا ہوتے ہیں تو ایک مشکل کا سامنا ہوگا۔ بات بات پر انسان ٹھوکر کھاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں جب اس مال اور جان دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اُن سے اُن کی جانوں اور مالوں یا اَور عزیز ترین اشیاء کی قربانی چاہتا ہے؛ حالانکہ وہ اشیاء اُن کی اپنی بھی نہیں ہوتی، لیکن پھر بھی وہ مضائقہ کرتے ہیں۔......

......غرض تبتّل کیا ہے؟ خدا کی طرف انقطاع کرکے دُوسروں کو محض مُردہ سمجھ لینا۔......تبتّل تام کا پورا نمونہ انبیاء علیہم السلام اور خدا کے ماموروں میں مشاہدہ کرنا چاہیے کہ وہ کس طرح دُنیاداروں کی مخالفتوں کی باوجود پوری بے کسی اور ناتوانی کے پرواہ تک نہیں کرتے۔ اُن کی رفتار اور حالات سے سبق لینا چاہیے۔

......پس تم یاد رکھو کہ تم ہر کام میں دیکھ لو کہ اس میں خدا راضی ہے یا مخلوقِ خدا۔ جب تک یہ حالت نہ ہوجاوے کہ خدا کی رضا مقدم ہوجاوے اور کوئی شیطان رہزن نہ ہوسکے اس وقت تک ٹھوکر کا اندیشہ ہے۔ لیکن جب دُنیا کی بُرائی بھلائی ہی نہ ہو بلکہ خدا کی خوشنودی اور ناراضگی اس پر اثر کرنے والی ہو یہ وہ حالت ہوتی ہے جب انسان ہر قسم کے خوف وحُزن کے مقامات سے نکلا ہوا ہوتا ہے۔

......تبتّل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ نہ آپؐ کو کسی کی مَدح کی پَرواہ، نہ ذم کی۔ کیا کیا آپؐ کو تکالیف پیش آئیں، مگر کچھ بھی پروا نہیں کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپؐ کو اس کام سے روک نہ سکا جو آپؐ خدا کی طرف سے کرنے کے لئے آئے تھے۔ جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کرے اور امتحان میں پاس نہ ہولے، کبھی بھی بے فکر نہ ہو۔

پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی وہی ہوگا۔ گویا متوکّل ہونے کے واسطے متبتّل ہونا شرط ہے۔ کیونکہ جب تک اوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے اُس وقت تک خالصتہً اللہ پر توکّل کب ہوسکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وُہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے، اور یہ تب ہوتا ہے جب کہ کامل توکّل ہو۔ جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتّل تھے ویسے ہی کامل متوکّل بھی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم وقبائل والے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لیے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اُٹھا لیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکّل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لیے کہ اس میں خدا کو پسند کرکے دنیا کو مخالف بنا لیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے۔ جب تک یہ اُمید نہ ہو کہ اس کے بعد دُوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہوجاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنالیتا ہے۔ اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اَور دوست بنادے گا۔ جائیداد کھودیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدّم کرنا تو تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکل توأم ہیں۔ تبتّل کا راز ہے توکّل اور توکّل کی شرط ہے تبتّل۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 555-552۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توکّل علی اللہ اور بے نظیر شجاعت واستقامت

''جب زید وبکر کا خوف درمیان میں ہے تب تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نقش دل میں نہیں جم سکتا۔''

''یہ جو رات دن مسلمانوں کو کلمہ طیّبہ کہنے کے واسطے تائید اور تاکید ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہوسکتی۔ جب آدمی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہوکر صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اس کے سوائے سب اس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں۔ پس وہ شجاعت اور بہادری کے ساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اس کو ڈرا نہیں سکتا''۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 483۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

''انبیاء علیہم السلام پر جو مصیبتیں آتی ہیں اگر ان کا عُشر عَشیر بھی ان کے غیر پر وارد ہو تو اس میں زندگی کی طاقت باقی نہ رہے۔ یہ لوگ جب دنیا میں بغرض اصلاح آتے ہیں تو اُن کی کُل دنیا دشمن ہوجاتی ہے۔ لاکھوں آدمی اُن کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ خطرناک دشمن بھی اُن کے اطمینان میں خلل انداز نہیں ہوسکتے۔ اگر ایک شخص کا ایک دشمن بھی ہو تو وہ کسی لمحہ بھی اس کے شر سے امن میں نہیں رہتا۔ چہ جائیکہ مُلک کا مُلک اُن کا دشمن ہو اور پھر یہ لوگ باامن زندگی بسر کریں۔ ان تمام تلخ کامیوں کو ٹھنڈے دل سے برداشت کرلیں۔ یہ برداشت ہی معجزہ وکرامت ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت اُن کے لاکھوں معجزوں سے بڑھ کر ایک معجزہ ہے۔ کُل قوم کا ایک طرف ہونا۔ دولت، سلطنت، دنیوی وجاہت، حسینہ جمیلہ بیویاں وغیرہ سب کچھ کے لالچ قوم کا اِس شرط پر دینا کہ وہ اعلائے کلمۃ اللہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ سے رُک جاویں۔ لیکن ان سب کے مقابل جناب رسالتمآبؐ کا قبول کرنا اور فرمانا کہ مَیں اگر اپنے نفس سے کرتا تو یہ سب باتیں قبول کرتا، مَیں تو حکمِ خدا کے ماتحت یہ سب کچھ کررہا ہوں اور پھر دوسری طرف سب تکالیف کی برداشت کرنا، یہ ایک فوق الطاقت معجزہ ہے۔ یہ سب طاقت اور برداشت اُس دعا کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے جو مومن کو خدا تعالیٰ نے عطا کی ہے''۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 46۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

''جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کیا گیا۔ گو بعض کفّار کی رائے اخراج کی بھی تھی۔ مگر اصل مقصد اور کثرت رائے آپؐ کے قتل پر تھی۔......ابوبکرؓ اس ساعت عُسر میں آپ کے ساتھ ہوئے۔ یہ وقت خطرناک آزمائش کا تھا۔...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کا پورا ساتھ دیا اور ایک غار میں جس کو غار ثور کہتے ہیں، آپؐ جا چھپے۔ شریر کفار جو آپؐ کی ایذا رسانی کے لئے منصوبے کرچکے تھے، تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ اب تو یہ بالکل سر پر ہی آپہنچے ہیں اور اگر کسی نے ذرا نیچے نگاہ کی تو وہ دیکھ لے گا اور ہم پکڑے جائیں گے۔ اس وقت آپؐ نے فرمایا۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبہ:40) کچھ غم نہ کھاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لفظ پر غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں؛ چنانچہ فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔

مَعَنَا میں آپ دونوں شریک ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے اور میرے ساتھ ہے۔......اس وقت دونوں ابتلا میں ہیں۔ کیونکہ یہی وہ مقام ہے جہاں سے یا تو اسلام کی بنیاد پڑنے والی ہے یا خاتمہ ہوجانے والا ہے۔ دشمن غار پر موجود ہیں اور مختلف قسم کی رائے زنیاں ہورہی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اس غار کی تلاشی کرو۔ کیونکہ نشانِ پا یہاں تک ہی آکر ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ یہاں انسان کا گزر اور دخل کیسے ہوگا۔ مکڑی نے جالا تنا ہوا ہے، کبوتر نے انڈے دیئے ہوئے ہیں۔ اس قسم کی باتوں کی آوازیں اندر پہنچ رہی ہیں اور آپ بڑی صفائی سے ان کو سن رہے ہیں۔ ایسی حالت میں دشمن آئے ہیں کہ وہ خاتمہ کرنا چاہتے ہیں اور دیوانے کی طرح بڑھتے آئے ہیں، لیکن آپؐ کی کمال شجاعت کو دیکھو کہ دشمن سر پر ہے اور آپؐ اپنے رفیق صادق صدّیقؓ کو فرماتے ہیں۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ یہ الفاظ بڑی صفائی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ آپؐ نے زبان ہی سے فرمایا۔ کیونکہ یہ آواز کو چاہتے ہیں۔ اشارہ سے کام نہیں چلتا۔ باہر دشمن مشورہ کررہے ہیں اور اندر غار میں خادم ومخدوم بھی باتوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اس امر کی پروا نہیں کی گئی کہ دشمن آواز سن لیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ پر کمال ایمان اور معرفت کا ثبوت ہے۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر بھروسہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت کے لئے تو یہ نمونہ کافی ہے''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 249 تا 251۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

''حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی معجزات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ آپؐ ایک درخت کے نیچے سوئے پڑے تھے کہ ناگاہ ایک شور وپکار سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جنگلی اعرابی تلوار کھینچ کر خود حضور پر آپڑا ہے۔ اس نے کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) بتا، اس وقت میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے پورے اطمینان اور سچی سکینت سے جو حاصل تھی فرمایا کہ اللہ۔

آپؐ کا یہ فرمانا عام انسانوں کی طرح نہ تھا۔ اللہ جو خدا تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے اور جو تمام جمیع صفات کاملہ کا مستجمع ہے ایسے طور پر آپ کے منہ سے نکلا اور دل پر ہی جا کر ٹھہرا۔ کہتے ہیں کہ اسم اعظم یہی ہے اور اس میں بڑی بڑی برکات ہیں لیکن جس کو وہ اللہ یاد ہی نہ ہو وہ اس سے کیا فائدہ اٹھائے گا۔ الغرض ایسے طور پر اللہ کا لفظ آپؐ کے منہ سے نکلا کہ اس پر رعب طاری ہوگیا اور ہاتھ کانپ گیا۔ تلوار گر پڑی۔ حضرتؐ نے وہی تلوار اٹھا کر کہا کہ اب بتلا۔ میرے ہاتھ سے تجھے کون بچا سکتا ہے؟ وہ ضعیف القلب جنگلی کس کا نام لے سکتا تھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھایا اور کہا جا تجھے چھوڑ دیا اور کہا کہ مروّت اور شجاعت مجھ سے سیکھ۔ اس اخلاقی معجزہ نے اس پر ایسا اثر کیا کہ وہ مسلمان ہوگیا''۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 63۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

## انقطاع الی اللہ سے مراد دل بایار، دست بکار

''انسان احکام کی تعمیل کے لیے انقطاع حاصل کرنا چاہتا ہے اور اس طرف ہر ایک دنیاوی تعلق میں جو کشش ہے وہ اس کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ بیوی، بچے، دوست، دنیاداری کی رسوم کے تعلقات چاہتے ہیں کہ ہماری کشش اس پر ایسی ہو کہ وہ ہماری طرف کھنچا چلا آوے اور ہم میں ہی محو رہے۔ تعمیلِ احکام کی کشش ان سے انقطاع کا تقاضا کرتی ہے۔ ان سب کا چھوڑنا ایک موت کا سامنا ہوتا ہے۔

ہمارا یہ مطلب تو نہیں کہ ان سب کو اس طرح چھوڑے کہ ان سے کوئی تعلق ہی نہ رکھے۔ ایک طرف بیوی بیواؤں کی طرح ہو جائے اور بچے یتیموں کی طرح ہو جائیں، قطع رحم ہو جائے۔ بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ بیوی بچوں کا پورا تعہد کرے۔ اُن کی پرورش پورے طور سے کرے اور حقوق ادا کرے۔ صلہ رحم کرے۔ لیکن دل اُن میں اور اسباب دنیا میں نہ لگا وے۔ دل با یار دست بکار رہے۔ اگرچہ یہ بات بہت نازک ہے مگر یہی سچا انقطاع ہے جس کی مومن کو ضرورت ہے۔ وقت پر خدا تعالیٰ کی طرف ایسا آجاوے کہ گویا وہ ان سے کورا ہی تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ صاحب نے ایک دفعہ سوال کیا کہ آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس پر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کس طرح جمع ہوسکتی ہیں؟ پھر حضرت امام حسینؑ علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپ کس سے محبت کریں گے؟ فرمایا۔ اللہ سے۔

...... ہر چیز کی اصلیّت امتحان کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اصحابِ رسول اللہ سب کچھ رکھتے تھے۔ زن وفرزند اور اموال واقارب سب کچھ اُن کے موجود تھے۔ عزتیں

اور کاروبار بھی رکھتے تھے۔ مگر اُنہوں نے اس طرح شہادت کو قبول کیا کہ گویا شیریں پھل انہیں میسر آ گیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے موت کو پسند کرتے۔ ایک طرف تعہد حقوقِ عیال و اطفال میں کمال دکھایا اور دوسری طرف ایسا انقطاع کہ گویا وہ بالکل کورے تھے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے لیے موت کو پسند کرتے۔ کبھی نامردی نہ دکھاتے بلکہ آگے ہی قدم رکھتے۔ ایسی محبت سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں جان دیتے تھے کہ بیوی بچوں کو بلا جیسی سمجھتے تھے۔ اگر بیوی بچے مزاحم ہوں تو اُن کو دشمن سمجھتے تھے اور یہی معنی انقطاع کے ہیں۔...... حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حال دیکھئے کیا انقطاع کا نمونہ ان سے ظاہر ہوا۔ جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں ضائع کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضائع نہیں کرتا اور اس کا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص ظاہر کریں اور اس قدر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو جائے۔

دوست دوست سے راضی نہیں ہوسکتا جب تک اس کے لیے وفاداری ظاہر اور ثابت نہ ہو۔ کسی کے دو خدمتگار ہوں۔ ایک وفادار اور مخلص ثابت ہو اور اپنے فرائض کو نہ رسم و رواج اور دباؤ سے بلکہ پوری محبت اور اخلاص سے ادا کرے اور دوسرا ایسا ہو جو بے دلی اور رسمی طور پر کچھ کام کرے تو اُن میں سے مالک اسی پہلے پر راضی ہوگا اور اسی کی باتوں کو سنے گا اور اسی پر اعتبار کرے گا اور وفادار ہی کو پیار کرے گا"۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 45-43۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

## گُم بیادش زِفرق تا بقدم

"جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذت سے یاد کرتا ہے اسے شمار سے کیا کام۔ وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصّہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی۔ اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لیے ہوئے پھیر رہا ہے۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تُو کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا کہ مَیں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گِن گِن کر؟

درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گِن گِن کر کیا یاد کرنا ہے۔ اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکر الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا ہے حاصل نہیں ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو 33 مرتبہ فرمایا ہے وہ آنی اور شخصی بات ہوگی کہ کوئی شخص ذکر نہ کرتا ہوگا تو آپؐ نے اسے فرما دیا کہ 33 مرتبہ کر لیا کر۔ اور یہ تو تسبیح ہاتھ میں لے کر بیٹھتے ہیں۔ یہ مسئلہ بالکل غلط ہے۔

**اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے آشنا ہو تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپؐ نے کبھی ایسی باتوں کا التزام نہیں کیا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں فنا تھے۔** انسان کو تعجب آتا ہے کہ کس مقام اور درجہ پر آپ پہنچے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ رات کو جب میری آنکھ کھلی تو میں نے آپؐ کو اپنے بستر پر نہ پایا۔ مجھے خیال گزرا کہ کسی دوسری بیوی کے گھر میں ہوں گے؛ چنانچہ میں نے سب گھروں میں دیکھا، مگر آپؐ کو نہ پایا۔ پھر مَیں باہر نکلی تو قبرستان میں دیکھا کہ آپ سفید چادر کی طرح پر زمین پر پڑے ہوئے ہیں اور سجدہ میں گرے ہوئے کہہ رہے ہیں سَجَدَتْ لَکَ رُوْحِیْ وَ جَنَانِیْ۔ اب بتاؤ کہ یہ مقام اور مرتبہ 33 مرتبہ کی دانہ شماری سے پیدا ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

**جب انسان میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش زن ہوتی ہے تو اس کا دل سمندر کی طرح موجیں مارتا ہے۔** وہ ذکرِ الٰہی کرنے میں بے انتہا جوش اپنے اندر پاتا ہے اور پھر گِن گِن کر ذکر کرنا تو کفر سمجھتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عارف کے دل میں جو بات ہوتی ہے اور جو تعلق اپنے محبوب و مولا سے اسے ہوتا ہے وہ کبھی روا رکھ سکتا ہی نہیں کہ تسبیح لے کر دانہ شماری کرے۔...... **انسان کو چاہیے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے**...... اصل غرض ذکر الٰہی سے یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو فراموش نہ کرے اور اسے اپنے سامنے دیکھتا رہے۔...... یاد رکھو کہ کامل بندے اللہ تعالیٰ کے وہی ہوتے ہیں جن کی نسبت فرمایا ہے۔ لَا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (النور:38)

**جب دل خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور عشق پیدا کر لیتا ہے تو وہ اس سے الگ ہوتا ہی نہیں۔** اس کی ایک کیفیت اس طریق پر سمجھ میں آ سکتی ہے کہ جیسے کسی کا بچہ بیمار ہو تو خواہ وہ کہیں جاوے، کسی کام میں مصروف ہو مگر اس کا دل اور دھیان اسی بچہ میں رہے گا۔ اسی طرح پر **جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق اور محبت پیدا کرتے ہیں وہ کسی حال میں بھی خدا تعالیٰ کو فراموش نہیں کرتے"۔**

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 15-14۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ذکرِ دلبر غذائے نغز حیات
حاصلِ روزگار و مغزِ حیات
سوختہ ہر غرض بجز دلدار
دوختہ چشمِ خود زِ غیر نگار
دل و جاں بر رُخے فدا کردہ
وصل اُو اصل مدّعا کردہ

محبوب کا ذکر زندگی کی لطیف غذا ہے۔ یہی زندگی کا مقصود اور حیات کا خلاصہ ہے۔ سوائے دلدار کے ہر مطلب کو جلا دیا۔ معشوق کے سوا ہر طرف سے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ایک رخ پر اپنی جان و دل فدا کر دیا اور اسی کے وصل کو اپنا اصلی مقصود بنا لیا۔

## اے یارِ ازل بس است رُوئے تو مرا

"**محبت الٰہی کی لذات ہیں۔** لذت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزاروں درجہ زیادہ روحانی لذت میں رکھتا ہے۔ **اگر اس کی محبت کی لذت میں غیر معمولی سیری اور سیرابی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے محبّ جسمانی لذات کو ترک کیوں کریں۔** یہاں تک کہ بعض اس قسم کے بھی ہو گزرے ہیں جنہوں نے سلطنت تک کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ ابراہیم ادھم نے سلطنت چھوڑ دی۔ **اور انبیاء علیہم السلام نے ہزاروں لاکھوں مصائب کو برداشت کیا۔ اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی تہہ میں نہ تھا جو انہیں کشاں کشاں لیے جاتا تھا تو پھر کیا بات تھی کہ اس قدر مصائب کو انہوں نے خوشی کے ساتھ اُٹھا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اس لیے آپؐ کی زندگی کا نمونہ بھی سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔**

**کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں اور عزّتیں پیش کیں۔ مال و دولت، سلطنت، عورتیں۔ اور کہا کہ آپؐ ہمارے بتوں کی مذمّت نہ کریں اور یہ توحید کا مذہب پیش نہ کریں۔ اس خیال کو جانے دیں۔ وہ دنیادار تھے۔ ان کی نظر دنیا کی فانی اور بے حقیقت لذّتوں سے پرے نہ جا سکتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ تبلیغ انہیں اغراض کے لیے ہوگی۔ مگر آپؐ نے ان ساری باتوں کو ردّ کر دیا اور کہا کہ اگر دائیں بائیں آفتاب اور ماہتاب بھی لا کر رکھ دو تب بھی مَیں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر اس کے بالمقابل انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ تکالیف پہنچائیں جن کا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف میں نظر نہیں آتا۔ لیکن آپؐ نے ان تکالیف کو بڑی لذّت اور سرور سے منظور کیا، مگر اس راہ کو نہ چھوڑا۔ اب اگر کوئی لذّت اور ذوق نہ تھا تو پھر کیا وجہ تھی جو اِن مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا؟ وہ وہی لذّت تھی جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ملتی ہے اور جس کی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہیں کیا جا سکتا۔**

خدا تعالیٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیج کر چاہا ہے کہ ایسی جماعت تیار کرے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرے۔......

...... **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کس قدر دکھ آپؐ کو دیئے۔ آپؐ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکّہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی اور جس کے لیے آپؐ مبعوث ہوئے تھے اُسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔**

یہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک اندرونی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لیے دو چار دشمن بھی ہوں وہ تنگ آ جاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ مگر وہ جس کا سارا جہاں دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھ کو برداشت کرے گا اگر قوی تعلق نہ ہو۔ عقل اس کو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہ کہ **خدا تعالیٰ کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھ کر ترازو میں ثابت ہوتی ہے"۔**

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 403-402۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

کس بہرِ کسے سر ندہد جاں نفشاند
عشق است کہ ایں کار بصد صدق کناند
عشق است کہ در آتش سوزاں بنشاند
عشق است کہ بر خاکِ مذلّت غلطاند

ترجمہ: کوئی کسی کے لئے سر نہیں کٹواتا، نہ جان قربان کرتا ہے۔ عشق ہی ہے جو یہ کام بڑی وفاداری سے کروا دیتا ہے۔ عشق ہی ہے جو بھڑکتی آگ میں بٹھا دیتا ہے۔ عشق ہی ہے جو ذلّت کی خاک پر لٹا دیتا ہے۔

## اصل توحید کو قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو

"**اپنے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھو جیسا کہ اس شہادت کے ذریعہ تم اقرار کرتے ہو اَشْھَدُ اَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی مَیں شہادت دیتا ہوں کہ کوئی محبوب مطلوب اور مطاع اللہ کے سوا نہیں ہے۔...... یاد رکھو خدا تعالیٰ کی توحید کا اقرار محض ان برکات کو جذب نہیں کر سکتا جو اس اقرار اور اُس کے دوسرے لوازمات یعنی اعمال صالحہ سے پیدا ہوتے ہیں۔**

**یہ سچ ہے کہ توحید اعلیٰ درجہ کی جُز ہے جو ایک سچے مسلمان اور ہر خدا ترس انسان کو اختیار کرنی چاہیے، مگر توحید کی تکمیل کے لیے ایک دوسرا پہلو بھی ہے اور وہ محبت الٰہی ہے۔ یعنی خدا سے محبت کرنا۔**

**قرآن شریف کی تعلیم کا اصل مقصد اور مدّعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ جیسا وحدہٗ لاشریک ہے، ایسا ہی محبت کی رُو سے بھی اس کو وحدہٗ لاشریک یقین کیا جاوے اور کُل انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کا اصل منشاء ہمیشہ یہی رہا ہے؛ چنانچہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جیسے ایک طرف توحید کی تعلیم دیتا ہے ساتھ ہی توحید کی تکمیلِ محبت کی ہدایت بھی کرتا ہے......**

**اِلٰہ کے معنی ہیں ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جاوے۔** گویا اسلام کی یہ اصل محبت کے مفہوم کو پورے اور کامل طور پر ادا کرتی ہے۔ **یاد رکھو کہ جو توحید بِدُوں محبت کے ہو وہ ناقص اور ادُھوری ہے۔**

**خدا کے ساتھ محبت کرنے سے کیا مراد ہے؟ یہی کہ اپنے والدین، جورو، اپنی اولاد، اپنے نفس، غرض ہر چیز پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کر لیا جاوے؛** چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْاَشَدَّ ذِکْرًا (البقرۃ: 201) یعنی اللہ تعالیٰ کو ایسا یاد کرو کہ جیسا تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو، بلکہ اس سے بھی زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔...... **اصل توحید کو قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت سے پورا حصہ لو۔ اور یہ محبت ثابت نہیں ہو سکتی جبتک عملی حصہ میں کامل نہ ہو۔ نری زبان سے ثابت نہیں ہوتی۔**

اگر کوئی مصری کا نام لیتا رہے، تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ شیریں کام ہو جاوے۔ یا اگر زبان سے کسی کی دوستی کا اعتراف اور اقرار کرے مگر مصیبت اور وقت پڑنے پر اس کی امداد اور دستگیری سے پہلو تہی کرے، تو وہ دوست صادق نہیں ٹھہر سکتا۔

اسی طرح پر **اگر خدا تعالیٰ کی توحید کا نرا زبانی ہی اقرار ہو اور اُس کے ساتھ محبت کا بھی زبانی ہی اقرار موجود ہو تو کچھ فائدہ نہیں، بلکہ یہ حصہ زبانی اقرار کی بجائے عملی حصہ کو زیادہ چاہتا ہے۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ زبانی اقرار کوئی چیز نہیں ہے۔ نہیں۔ میری غرض یہ ہے کہ زبانی اقرار کے ساتھ عملی تصدیق لازمی ہے۔** اس لیے ضروری ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرو۔ اور یہی اسلام ہے اور یہی وہ غرض ہے جس کے لیے مجھے بھیجا گیا ہے۔ پس جو اس وقت اس چشمہ کے نزدیک نہیں آتا جو خدا تعالیٰ نے اس غرض کے لیے جاری کیا ہے وہ یقیناً بے نصیب رہتا ہے۔ اگر کچھ لینا ہے اور مقصد کو حاصل کرنا ہے تو طالب صادق کو چاہیے کہ وہ چشمہ کی طرف بڑھے اور آگے قدم رکھے اور اس چشمۂ جاری کے کنارے اپنا منہ رکھ دے اور یہ ہو نہیں سکتا جبتک خدا تعالیٰ کے سامنے غیریت کا چولہ اُتار کر آستانۂ ربوبیت پر نہ گر جاوے اور یہ عہد نہ کر لے کہ خواہ دنیا کی وجاہت جاتی رہے اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں، تو بھی خدا کو نہیں چھوڑے گا اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر قسم کی قربانی کے لیے تیار رہے گا۔

ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کے لیے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیمؑ بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ: ولی پرست نہ بنو۔ بلکہ ولی بنو۔ اور پیر پرست نہ بنو۔ بلکہ پیر بنو تم اُن راہوں سے آؤ۔ بیشک وہ تنگ راہیں ہیں۔ لیکن اُن سے داخل ہو کر راحت اور آرام ملتا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ اس دروازہ سے بالکل ہلکے ہو کر گزرنا پڑے گا۔ اگر بہت بڑی گٹھڑی سر پر ہو تو مشکل ہے۔ اگر گزرنا چاہتے ہو تو اس گٹھڑی کو جو دنیا کے تعلقات اور دنیا کو دین پر مقدم کرنے کی گٹھڑی ہے، پھینک دو۔ ہماری جماعت خدا کو خوش کرنا چاہتی ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو پھینک دے۔

تم یقیناً یاد رکھو کہ اگر تم میں وفاداری اور اخلاص نہ ہو تو تم جھوٹے ٹھہرو گے اور خدا تعالیٰ کے حضور راستباز نہیں بن سکتے۔ ایسی صورت میں دشمن سے پہلے وہ ہلاک ہوگا جو وفاداری کو چھوڑ کر غدّاری کی راہ اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ فریب نہیں کھا سکتا اور نہ کوئی اُسے فریب دے سکتا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ تم سچا اخلاص اور صدق پیدا کرو"۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 139-136۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

## محبوب الٰہی بننے کے لئے کامل نمونہ

"مکہ کو بتوں سے پاک کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کہا تھا۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران: 32) اسی طرح پر اگر تم میری پیروی کرو گے تو اپنے اندر کے

بتوں کوتوڑ ڈالنے کے قابل ہوجاؤ گے۔......تزکیۂ نفس کے لئے چلّہ کشیوں کی ضرورت نہیں ہے۔ **رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے چلّہ کشیاں نہیں کی تھیں۔ اَرّہ اور نفی واثبات وغیرہ کے ذکر نہیں کئے تھے، بلکہ اُن کے پاس ایک اَور ہی چیز تھی۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں محو تھے۔ جو نور آپؐ میں تھا وہ اس اطاعت کی نالی میں سے ہوکر صحابہؓ کے قلب پر گرتا اور ماسِوی اللہ کے خیالات کو پاش پاش کرتا جاتا تھا۔** تاریکی کے بجائے اُن سینوں میں نور بھرا جاتا تھا۔

**اِس وقت بھی خوب یادرکھو وہی حالت ہے۔** جب تک کہ وہ نور جو خدا کی نالی میں سے آتا ہے تمہارے قلب پر نہیں گرتا تزکیۂ نفس نہیں ہوسکتا۔ **انسان کا سینہ مہبط الانوار ہے اور اسی وجہ سے وہ بیت اللہ کہلاتا ہے۔ بڑا کام یہی ہے کہ اس میں جو بُت ہیں وہ توڑے جائیں اور اللہ ہی اللہ رہ جائے۔** حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ۔ میرے صحابہؓ کے دلوں میں اللہ ہی اللہ ہے۔ دل میں اللہ ہی اللہ ہونے سے یہ مُراد نہیں کہ انسان وحدتِ وجود کے مسئلہ پر عمل کرے اور ہر کتے اور گدھے کو معاذ اللہ خدا قرار دے بیٹھے۔ نہیں نہیں۔ **اس سے اصل غرض یہ ہے کہ انسان کا جو کام ہو اس میں مقصود فی الذات اللہ تعالیٰ ہی کی رضا ہو، نہ کچھ اور۔** اور یہ درجہ حاصل نہیں ہوسکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو۔ برکریماں کارہا دُشوار نیست۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 121۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

**’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں آنے کی غرض وغایت تو صرف یہ تھی کہ دنیا پر اس خدا کا جلال ظاہر کریں جو مخلوق کی نظروں اور دلوں سے پوشیدہ ہوچکا تھا اور اس کی جگہ باطل اور بیہودہ معبودوں، بتوں اور پتھروں نے لے لی تھی۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمالی اور جلالی زندگی میں جلوہ گری فرماتا اور اپنے دست قدرت کا کرشمہ دکھاتا۔**

**پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کامل نمونہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے اور محبوب الٰہی بننے کا ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرمادیا کہ** قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَا تَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ (آل عمران:32) یعنی ان کو کہہ دو کہ تم اگر چاہتے ہو کہ محبوب الٰہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخش دیئے جاویں تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔ کیا مطلب؟ کہ میری پیروی ایک ایسی شے ہے جو رحمت الٰہی سے نا امید ہونے نہیں دیتی۔ گناہوں کی مغفرت کا باعث ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور تمہارا یہ دعویٰ کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اسی صورت میں سچا اور صحیح ثابت ہوگا کہ تم میری پیروی کرو۔

**اس آیت سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنے کسی خود تراشیدہ طرزِ ریاضت ومشقّت اور جَپ تَپ سے اللہ تعالیٰ کا محبوب اور قرب الٰہی کا حق دار نہیں بن سکتا۔ انوار و برکات الٰہیہ کسی پر نازل نہیں ہوسکتیں جب تک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں کھو یا نہ جاوے۔ اور جو شخص آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں گم ہو جاوے اور آپؐ کی اطاعت اور پیروی میں ہر قسم کی موت اپنی جان پر وارد کرلے اُس کو وہ نور ایمان، محبت اور عشق دیا جاتا ہے جو غیر اللہ سے رہائی والا دیتا ہے۔** اور گناہوں کی رستگاری اور نجات کو موجب ہوتا ہے۔ اسی دنیا میں وہ ایک پاک زندگی پاتا ہے۔ اور نفسانی جوش وجذبات کی تنگ وتاریک قبروں سے نکال دیا جاتا ہے۔ اسی کی طرف یہ حدیث اشارہ کرتی ہے۔ اَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ۔ یعنی میں وہ مُردوں کو اٹھا لینے والا ہوں جس کے قدموں پر لوگ اٹھائے جاتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ وہ علوم جو مدار نجات ہیں یقینی اور قطعی طور پر بجز اس حیات کے حاصل نہیں ہوسکتے جو تبوسّط روح القدس انسان کو ملتی ہے۔ اور قرآن شریف کی یہ آیت صاف طور پر اور پکار کر یہ دعویٰ کرتی ہے کہ وہ **حیات روحانی صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے ملتی ہے**‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 427-426۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

## خدا کی توحید وتفرید کے لئے ایک جوش دکھاؤ

**’’ہر ایک کو خدا کی توحید وتفرید کے لیے ایسا جوش ہونا چاہئے جیسا خود خدا کو اپنی توحید کا جوش ہے۔ غور کرو کہ دنیا میں اس طرح کا مظلوم کہاں ملے گا جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کوئی گند اور گالی اور دشنام نہیں جو آپ کی طرف نہ پھینکی گئی ہو...... چاہئے کہ جو کچھ علم اور واقفیت تم کو حاصل ہے وہ اس راہ میں خرچ کرو اور لوگوں کو اس مصیبت سے بچاؤ...... ہر ایک کا فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے پوری کوشش کرے۔ نور اور روشنی لوگوں کو دکھائے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک ولی اللہ اور صاحب برکات وہی ہے جس کو یہ جوش حاصل ہو جائے۔**

**خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کا جلال ظاہر ہو۔** نماز میں جو سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہا جاتا ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کے جلال کے ظاہر ہونے کی تمنا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایسی عظمت ہو کہ اس کی نظیر نہ ہو۔ نماز میں تسبیح وتقدیس کرتے ہوئے یہی حالت ظاہر ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے ترغیب دی ہے کہ طبعًا جوش کے ساتھ اپنے کاموں سے اور اپنی کوششوں سے دکھاوے کہ اس کی عظمت کے بر خلاف کوئی شئ مجھ پر غالب نہیں آسکتی۔ **یہ بڑی عبادت ہے۔** جو اس کی مرضی کے مطابق جوش رکھتے ہیں وہی مؤیّد کہلاتے ہیں اور وہی برکتیں پاتے ہیں۔

**جو خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے واسطے جوش نہیں رکھتے ان کی نمازیں جھوٹی ہیں اور ان کے سجدے بیکار ہیں۔** جب تک خدا تعالیٰ کے لئے جوش نہ ہو یہ سجدے صرف جنتر منتر ٹھہریں گے...... یاد رکھو کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند ہوسکتی جیسا کہ خدا تعالیٰ کو قربانی کے گوشت نہیں پہنچتے ایسے ہی تمہارے رکوع اور سجود بھی نہیں پہنچتے جب تک ان کے ساتھ کیفیت نہ ہو۔

**خدا تعالیٰ کیفیت کو چاہتا ہے۔ خدا ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔** جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ ایک باریک راہ سے جاتے ہیں اور کوئی دوسرا ان کے ساتھ نہیں جا سکتا۔...... **اللہ تعالیٰ فرماتا ہے** مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ (الذّٰریت: 58) **چاہئے کہ یہ خدا تعالیٰ کے لیے جوش رکھے۔** پھر یہ اپنے ابنائے جنس سے بڑھ جائے گا۔ خدا تعالیٰ کے مقرب لوگوں میں سے بن جائے گا۔...... **یادرکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے لیے جوش نہ ہو۔ ذاتی جوش نہ ہو۔ جس کے ساتھ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو۔ ایسا ہو کہ خود بھی نہ جانے کہ یہ جوش میرے میں کیوں ہے۔ بہت ضرورت ہے کہ ایسے لوگ بکثرت پیدا ہوں‘‘۔**

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 487-486۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

’’**سارے کے سارے خدا کے ہو جاؤ۔** دیکھو کوئی کسی کی دعوت کرے اور نجس ٹھیکرے میں روٹی لے جائے۔ اسے کون کھائے گا؟ وہ تو الٹا مار کھائے گا۔ باطن بھی سنوارو اور ظاہر بھی درست کرو۔ انسان اعمال سے ترقی نہیں کرسکتا۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رتبہ جاننے سے ترقی کرسکتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 578۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

---

اے خدا ! اے طالباں را رہنما
ایکہ مِہرِ تو حیاتِ روحِ ما
بر رضائے خویش کُن انجامِ ما
تا بر آید در دو عالَم کامِ ما

اے خدا! اے طالبوں کے رہنما۔ اے کہ تیری محبت ہماری روح کی زندگی ہے۔ تُو ہمارا خاتمہ اپنی رضا پر کرتا کہ دونوں جہان میں ہماری مراد پوری ہو۔ آمین۔

---

بقیہ: مکرمہ نیاز بیگم صاحبہ (مرحومہ)
......................از صفحہ نمبر 10

ہیں اور لجنہ کی ریجنل صدر ہیں۔ تیسری بیٹی زیب النساء صاحبہ اہلیہ چوہدری ناصر احمد صاحب ڈوگر صدر جماعت Schiedam ہالینڈ میں آباد ہیں۔ چوتھی بیٹی امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ میاں شہزاد احمد صاحب کینیڈا میں مقیم ہیں۔ اپنی بیٹیوں کے بارہ میں ہمیشہ فرماتیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت اچھے داماد دیئے ہیں۔ اور میری بچیاں اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں۔

ماں کی محبتوں اور شفقتوں کا ذِکر تو ایک لا متناہی سلسلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں ہوں میری والدہ پر۔ آپ جب تک زندہ رہیں ایک بے انتہا محبت و شفقت کرنے والے وجود کی طرح ہمارے پر سایہ فگن رہیں۔ خُدا کرے کہ ہم اُن کی خوبیوں اور نیکیوں کو اپنے وجودوں میں اِس طرح زندہ کریں کہ ہم آپ کو ہر وقت اپنے اندر محسوس کریں۔ اے خُدا جس طرح ہماری والدہ نے ہم سے محبت وشفقت کی تُو بھی اُن سے رحمت کا سلوک فرما۔ اُن کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے۔ اور ان کے درجات کو بُلند کرتا چلا جا۔ آمین ثُمَّ آمین۔

☆......☆......☆

---

بقیہ نماز جنازہ حاضر و غائب از صفحہ نمبر 16

**نون صاحب چونترہ ضلع راولپنڈی)** 12 دسمبر 2014ء کو 55 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خلافت کی وفادار، غرباء ومساکین کی امداد کرنے والی، مہمان نواز، نیک اور متقی خاتون تھیں۔

**(8) مکرم شریف احمد صاحب رفیق (ابن مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب۔ کراچی)** آپ گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔ آپ کو اپنے حلقہ میں بطور سیکرٹری مال 10 سال خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم پنجوقتہ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، چندہ جات اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔ آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ بہت مہمان نواز اور صابر وشاکر انسان تھے۔

**(9) مکرم چوہدری غلام رسول صاحب (کنری سندھ)** 24 دسمبر 2014ء کو 85 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، خدمتِ خلق میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ اکثر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

---

## نماز با جماعت اسلام کا ایک نہایت اہم حکم ہے

**حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ** فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ **کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:**

’’......اللہ تعالیٰ نے اسلام میں نماز باجماعت کو نہایت ضروری قرار دیا ہے کیونکہ اُس نے فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فرمایا ہے۔ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُم شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ نہیں فرمایا۔ اور اس کی وجہ یہی ہے کہ باقی سارے مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اقتدائے نماز میں شامل ہونا تھا سوائے منافقوں کے جو دل سے ساتھ نہیں ہوتے اور عمل میں بھی پیچھے رہتے ہیں۔ اور جن کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جو عشاء اور فجر کی نمازوں میں نہیں آتے میرا جی چاہتا ہے کہ مَیں اُن کے گھروں کو جلا کر راکھ کردوں۔ پس چونکہ تمام مومنوں نے نماز میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی شریک ہوجانا تھا اس لئے ان کا علیحدہ ذکر کرنے کی بجائے صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے کہہ دیا گیا کہ آپ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔ بہرحال نماز باجماعت اسلام کا ایک نہایت ہی اہم حکم ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے متعلق اس قدر تاکید فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک نابینا شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری آنکھیں نہیں اور راستہ میں لوگ پتھر وغیرہ ڈال دیتے ہیں جن سے مجھے ٹھوکریں لگتی ہیں۔ کیا مَیں گھر پر نماز پڑھ لیا کروں؟ پُرانے زمانہ میں لوگ دیواروں کے ساتھ ساتھ پتھر رکھ دیا کرتے تھے تاکہ مکان بارش کے پانی سے محفوظ رہیں اور دیواریں خراب نہ ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے اجازت تو دے دی لیکن پھر فرمایا کیا تمہارے مکان تک اذان کی آواز آتی ہے؟ اُس نے کہا: یارسول اللہ آتی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر جس طرح بھی ہو مسجد میں آیا کرو۔ مگر آجکل ان لوگوں کے سامنے جو اذان کی آواز سن کر بھی مسجد میں نہیں آتے کون سے پتھر پڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں؟ یا انہیں کون سی نابینائی لاحق ہوتی ہے کہ وہ مسجدوں میں نماز کے لئے نہیں آتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک اندھے شخص کو بھی جو ٹھوکریں کھا کھا کر گِرتا تھا اس بات کی اجازت نہیں دی تھی کہ وہ گھر پر نماز پڑھ لے مگر آجکل لوگ معمولی معمولی عذرات کی بنا پر باجماعت نماز کو ترک کردیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ انہیں روحانی نابینائی لاحق ہے۔ غرض فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کہہ کر اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ امامت کے متعلق احکام صرف ایک شخص کو دینے کافی ہیں۔ کیونکہ باقی سارے مسلمان اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھیں گے اور اس طرح وہ سارے کے سارے نماز میں شامل ہوجائیں گے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دوسری جگہ جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں دنیا بھر کے امام مخاطب ہیں جو ممکن ہے دس لاکھ یا دس کروڑ ہوں۔ اور ان کی متابعت میں تمام مسلمانوں پر وہ حکم حاوی ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 239-240)

# بینن (مغربی افریقہ) کے کانڈی ریجن میں جلسہ نومبائعین کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

قمر رشید۔ مبلغ سلسلہ کانڈی ریجن

جولے گاؤں میں اکتوبر 2014ء میں جماعت احمدیہ اسلامیہ کا پیغام پہنچا۔ اور اس گاؤں کے لوگ بیعت کر کے جماعت احمدیہ اسلامیہ میں داخل ہوئے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

یہ گاؤں الیبیوری ڈیپارٹمنٹ کی گوگونو کمیون میں واقع ہے اور اس کا فاصلہ گوگونو شہر سے تقریباً 43 کلومیٹر ہے۔

جلسہ نومبائعین کا انعقاد مؤرخہ 4 مارچ 2015ء کیا گیا۔ اس میں شمولیت کے لئے مکرم امیر صاحب بینن تقریباً پونے 3 بجے سہ پہر اس گاؤں میں اپنے وفد کے ہمراہ پہنچے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا۔ فرنچ اور لوکل زبان پیل میں ترجمہ کے بعد اس گاؤں کے بڑے بزرگوں کو اپنے تأثرات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔

ایک صاحب نے کہا کہ ہم جماعت احمدیہ کو یہاں خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور جماعت احمدیہ ایک ایسی جماعت ہے کہ جس کے بارہ میں ہم نے کبھی کوئی غلط بات نہیں سنی۔ یہ ہمیشہ نیکی اور قرآن کریم کی طرف ہی بلاتے ہیں۔ جس طرح سے آپ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں اس کے علاوہ کوئی نہیں کر رہا۔

ایک اور صاحب نے کہا کہ ہم محترم امیر صاحب کا جتنا بھی شکریہ ادا کریں کم ہے۔ کیونکہ آپ اتنا لمبا فاصلہ طے کر کے ہم سے اتنی دور جنگل میں ملنے آئے ہیں۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ہم سب کو اپنی زندگیاں قرآن کریم کے مطابق ڈھالنی چاہئیں۔ اور خود بھی اور اپنے بچوں کو قرآن کریم کے علم سے منور کرنا چاہئے۔

اس کے بعد ہمارے ایک اور لوکل مشنری صاحب نے تقریر کی۔ آپ نے اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے واقعات سے احباب کو مالی قربانی کی اہمیت واضح کی۔

دوسری تقریر مکرم امیر صاحب بینن نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں سورۃ آل عمران کی آیت 103 تا 104 سے استنباط کرتے ہوئے احباب کو نظام جماعت اور حضرت خلیفۃ المسیح سے ایک مضبوط تعلق پیدا کرنے کی تلقین کی۔

اسی طرح مکرم امیر صاحب نے خلافت کی اہمیت اور نومبائعین کو نظام خلافت سے جڑے رہنے کی نصائح کیں۔ نیز نظام جماعت سے حاصل ہونے والی برکات کا ذکر کیا۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔

گاؤں والوں نے تمام حاضرین کے لئے کھانا بنایا ہوا تھا۔ اس پروگرام میں 137 نومبائع احباب و خواتین نے شرکت کی۔

خداتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان نئے احمدیوں کے علم وایمان میں اضافہ کرے اور ان کو ثبات قدم عطا کرے۔ آمین۔

☆......☆......☆

# فجی (جنوبی بحرالکاہل) کے ویسٹرن ریجن میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا بابرکت انعقاد

سیف اللہ مجید۔ مبلغ سلسلہ ناندی فجی

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ فجی کو امسال ویسٹرن ریجن میں مورخہ 22 مارچ 2015ء جلسہ یوم مسیح موعودؑ منانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔ اس جلسہ میں تین جماعتوں لوٹوکا، ناندی اور مارو کے افراد جماعت شامل ہوئے۔

جلسہ کی کامیابی کے لئے انفرادی اور جماعتی طور پر احباب جماعت سے رابطہ کیا گیا۔ نیز بذریعہ ای میل اور وائبر بھی جلسہ کی اطلاع دی گئی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال حاضری گزشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھی۔

مکرم امیر صاحب فجی کی صدارت میں پروگرام کا آغاز 10 بجکر 30 منٹ پر تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ انگریزی اور اردو ترجمہ کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام میں سے چند اشعار پیش کئے گئے۔ بعدازاں صدر جماعت مارو نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور یوم مسیح موعودؑ کی اہمیت بتائی۔

جلسہ کی پہلی تقریر صدر جماعت ناندی نے The Truthfulness of the promised Messiah before his claims کے موضوع پر کی۔ بعد ازاں ایک اور نظم پیش کی گئی۔ اس کے بعد دوسری تقریر صدر صاحب جماعت لوٹوکا نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے موضوع پر کی۔ تیسری تقریر Life of the promised Messiah after establishment of Jamaat کے موضوع پر کی گئی۔ اس کے بعد ایک اور نظم صدر صاحب جماعت لوٹوکا نے پیش کی۔ چوتھی تقریر مربی سلسلہ لوٹوکا نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض وغائت کے موضوع پر کی۔ آخری تقریر مکرم امیر صاحب فجی نے فقد لبثت فیکم عمرًا من قبله کے موضوع پر کی۔ دعا کے بعد نماز ظہر وعصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔ اور آخر پر کھانا پیش کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے کُل 130 افراد جماعت اور 10 مہمانوں نے بھی جلسہ میں شرکت کرنے کی سعادت پائی۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج پیدا کرے۔

بقیہ: حضرت شیخ محمد سلطان صاحبؓ کا ذکر خیر از صفحہ نمبر 9

پروگرام کے مطابق لودھراں میں جو کامیاب جلسہ منعقد ہوا اُس میں شیخ محمد سلطان صاحب کو بھی تقریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس وقت آپ سیکرٹری تبلیغ کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ اِس جلسہ کی رپورٹ الفضل قادیان 26 جون 1928ء کے صفحہ 15 پر شائع شدہ ہے۔

## آقا کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے ذاتی تعلقات تھے، اور حضور آپ کو ''شیخ محمد سلطان لودھراں والے'' کے نام سے یاد فرماتے تھے۔ حضور کے سندھ کے سفروں کے دوران اکثر لودھراں سٹیشن پر حضور کی خدمت میں پھل یا چائے وغیرہ پیش کرنے کی توفیق پاتے رہے۔ ایسے ہی ایک سفر میں سٹیشن پر بڑی تعداد میں لوگ حضرت مصلح موعودؓ کی زیارت کے لئے جمع تھے۔ آپ نے اسٹیشن ماسٹر کو اس بات پر راضی کیا کہ گاڑی کو کچھ دیر روکا جائے تاکہ زائرین دیدار کا حظ اٹھا سکیں۔ حضور انور پلیٹ فارم پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے حضور سے ایک نظم پیش کرنے کی اجازت چاہی۔ دربار خلافت سے اِذن کے بعد آپ کے چھوٹے بیٹے محترم منظور احمد صاحب اور محترم عبد الرزاق صاحب نے درج ذیل منظوم کلام خوش الحانی سے پڑھا۔

مسلمانو! مبارک ہو مسیح کے جانشیں آئے
ہمارے بھاگ جاگے ہیں امیر المومنیں آئے
بشارت جن کے آنے کی خدا نے دی تھی احمدؑ کو
بحمداللہ وہی ابن المسیح ہی بالیقیں آئے
اتر آیا ہے کوئی چاند لے کر نور کی کرنیں
مسیح کی آنکھ کے تارے وہی روشن جبیں آئے
مسیح پاک کو بخشی خدا نے بے کراں رحمت
انہی فضلوں کے آقا بن کے وارث اور امیں آئے
ترے دیدار کی خاطر چلے آئے ہیں مستانے
لبوں پہ حمد کے نغمے لئے روح الامیں آئے
توگزرا لودہراں سے ہوگئی ساری فضا روشن
شبِ پُرنور آئی اور دن کیسے حسیں آئے
مسرت سے بھرے لمحے عبادت سے بھری گھڑیاں
غلاموں کے لئے آقا محبت کے نگیں لائے
خدا شاہد ہے سلطاں کو فخر تری غلامی پر
سعادت ہے ترے قدموں کے نیچے گر جبیں آئے

نظم سننے کے بعد حضور نے پوچھا، کس کا کلام ہے؟ عرض کی حضور میں نے لکھی ہے۔ حضور نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا، دوبارہ سناؤ۔ اس طرح دوبار سن کر غلام کی عزت افزائی فرمائی۔

## اسیروں کی رستگاری

تقریباً 1940ء یا 1941ء کا واقعہ ہے کہ محترم نواب خان صاحب کے دو بیٹے محترم عاشق صاحب اور محترم صادق صاحب ایک ہندو لڑکی کے قتل کے الزام میں گرفتار ہو گئے۔ اس مقدمہ کو علاقہ میں بڑی شہرت حاصل ہوئی اور اس نے ہندو مسلم مقابلے کی صورت اختیار کر لی۔ مسلمان اور ہندو وکیل اس مقدمہ کی مفت پیروی کرنے لگے۔ شیخ محمد سلطان صاحب دینی اور انسانی ہمدردی کی بنا پر محترم نواب خان صاحب کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلتے رہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں باقاعدگی سے مقدمے کے حالات لکھ کر دعا کی درخواست کرتے رہے۔ بعض ثبوتوں کی بنا پر عدالت نے دونوں ملزمان کو موت کی سزا سنائی اور ماتحت عدالتوں سے ہوتا ہوا مقدمہ لاہور میں ایک انگریز جج کی عدالت میں پہنچا۔ مسلمان وکلاء نے مقدمے کے بعض سقم واضح کرتے ہوئے جج سے خود موقعہ واردات کا معائنہ کرنے کی درخواست کی، جسے اس نے قبول کیا اور لاہور سے لودھراں جائے واردات دیکھنے گیا اور فیصلہ کی تاریخ مقرر کی۔ محترم شیخ محمد سلطان صاحب نے اپنے آقا کو اس صورتحال سے آگاہ کیا اور فیصلہ کے دن خاص دعا کی درخواست کی۔ بعد کی روایات سے پتہ چلا کہ اس دن سخت گرمی کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کی چھت پر دیر تک ٹہلتے ہوئے ان اسیروں کی رستگاری کی دعا کی۔ مقررہ تاریخ پر علاقے کے لوگوں نے بڑی تعداد میں لاہور کا سفر اختیار کیا اور عدالت زائرین سے کھچا کھچ بھر گئی۔ طویل سماعت اور فریقین کے وکلاء کے قانونی دلائل اور مُوشگافیوں کے بعد جج نے دونوں ملزمان کے باعزت بریّت کے احکام جاری کئے، اور امام لاثانی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کے طفیل سزائے موت کے یہ اسیر رستگار ہوئے۔ حضور انور کی خدمت اقدس میں فوراً اس فیصلہ کی اطلاع بھجوائی گئی۔ واپسی سفر کے دوران ٹرین کے مسافر لاہور سے لودھراں تک نعرہ ہائے تکبیر اور احمدیت زندہ باد کے نعرے لگاتے آئے۔

## مالی نقصان اور ہجرت

آپ اپنے بھائیوں کی حصہ داری کے ساتھ وسیع کاروبار کے مالک تھے اور لاکھوں کی آمدنی تھی۔ مگر دوسری جنگ عظیم کے دوران حالات کی خرابی کی وجہ سے آپ کو بھاری مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ خام چمڑے سے بھرا بحری جہاز کراچی بندرگاہ پر لمبا عرصہ رکا رہا اور وہیں پڑے پڑے سب مال ضائع ہو گیا۔ آپ شدید مالی بحران کا شکار ہو گئے۔ قرض خواہ مطالبے کرنے لگے اور قرضدار نظریں چرانے لگے۔ آپ نے ان حالات کا پوری ہمت اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کیا اور توکل علی اللہ کا دامن نہ چھوڑا۔

آپ کے بڑے بھائی محترم شیخ مولابخش صاحب مع اہل وعیال لودھراں سے دنیاپور منتقل ہو چکے تھے اور 1937ء میں مسجد بھی تعمیر کر چکے تھے۔ بعدازاں آپ بھی مع اہل وعیال لودھراں سے ترک سکونت کر کے دنیاپور آ گئے اور زندگی کے آخری چند سال یہیں گذارے۔

## وفات

خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ نے بہت فعّال زندگی گزاری۔ ایمان کی دولت کے سبب عُسر اور یسر میں راضی بہ رضاء الٰہی رہے۔ 24 ستمبر 1950ء اتوار کے دن نماز تہجد مسجد میں ادا کرنے کے بعد نماز باجماعت میں شامل ہوئے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد کچھ دیر آرام کے لئے لیٹے اور صبح ساڑھے آٹھ بجے بعمر 77 سال آپ اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔ جن افراد نے آپ کے ساتھ نماز فجر ادا کی تھی جب انہیں وفات کی خبر پہنچی تو انہیں اپنے کانوں پر یقین نہیں آتا تھا۔ نماز جنازہ میں بڑی تعداد میں لوگ شامل ہوئے۔ آپ شہر کے مشہور قبرستان ''پیر شاہ جمال'' میں آسودہ خاک ہوئے۔ آپ نے ایک بیوہ محترمہ حسین بی بی صاحبہ، پانچ بیٹے، ایک بیٹی اور گیارہ پوتے پوتیاں یادگار چھوڑیں۔ بفضل خدا آج آپ کی نسل دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور کئی ایک کو واقف زندگی کی حیثیت سے خدمت دین کی توفیق بھی مل رہی ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

بقیہ: خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ......از صفحہ نمبر 20

جو قرآن کریم کے مطابق ہے۔ میں وہ بات آپ کو کہہ رہا ہوں جو قرآن کریم کہتا ہے۔ قرآن کریم پردہ کے بارہ میں کیا کہتا ہے۔ یہ لمبی آیت ہے اس میں حکم ہے وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ (النور: 32) کہ اپنی زینت ظاہر نہ کیا کریں سوائے اس کہ جو اس میں سے از خود ظاہر ہو۔ اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں ڈال لیا کریں۔ وَلَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَھُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اٰبَآئِھِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ اَوْ اَبْنَآئِھِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِھِنَّ (النور:32) اور پھر لمبی فہرست ہے کہ باپوں کے سامنے، خاوندوں کے سامنے، بیٹوں کے سامنے جو زینت ظاہر ہوتی ہے وہ ان کے علاوہ باقی جگہ آپ نے ظاہر نہیں کرنی۔

اب اس میں لکھا ہے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈال لو۔ تو بعض کہتے ہیں کہ گریبانوں پر اوڑھنیاں ڈالنے کا حکم ہے اس لئے گلے میں دوپٹہ ڈال لیا یا سکارف ڈال لیا تو یہ کافی ہو گیا۔ تو ایک تو یہ حکم ہے کہ زینت ظاہر نہ کریں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب باہر نکلو تو اتنا چوڑا کپڑا ہو جو جسم کی زینت کو بھی چھپاتا ہو۔ دوسری جگہ سر پر چادر ڈالنے کا بھی حکم ہے۔ اسی لئے دیکھیں تمام اسلامی دنیا میں جہاں بھی تھوڑا بہت پردہ کا تصور ہے وہاں سر ڈھانکنے کا تصور ضرور ہے۔ ہر جگہ حجاب یا نقاب اس طرح کی چیز لی جاتی ہے یا سکارف باندھا جاتا ہے یا چوڑی چادر لی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وَلْیَضْرِبْنَ بِخُمُرِھِنَّ عَلٰی جُیُوْبِھِنَّ (النور:32) بڑی چادروں کو اپنے سروں سے گھسیٹ کر سینوں تک لے آیا کرو۔ بڑی چادر ہو سر بھی ڈھانکا ہو اور جسم بھی ڈھانکا ہو۔ باپوں اور بھائیوں اور بیٹوں وغیرہ کے سامنے تو بغیر چادر کے آسکتی ہو۔ اب جب باپوں اور بھائیوں اور بیٹوں کے سامنے ایک عورت آتی ہے تو شریفانہ لباس میں ہی آتی ہے۔ چہرہ وغیرہ ننگا ہوتا ہے۔ تو فرمایا کہ یہ چہرہ وغیرہ ننگا جو ہوتا ہے یہ باپوں اور بھائیوں اور بیٹوں اور ایسے رشتے جو محرم ہوں، ان کے سامنے تو ہو جاتا ہے لیکن جب باہر جاؤ تو اس طرح ننگا نہیں ہونا چاہئے۔ اب آج کل اس طرح چادریں نہیں اوڑھی جاتیں۔ لیکن نقاب یا برقع یا کوٹ وغیرہ لئے جاتے ہیں۔ تو اس کی بھی اتنی سختی نہیں ہے کہ ایسا ناک بند کر لیں کہ سانس بھی نہ آئے۔ سانس لینے کے لئے ناک کو ننگا رکھا جا سکتا ہے لیکن ہونٹ وغیرہ اور اتنا حصہ، دہانہ اور اتنا ڈھانکنا چاہئے۔ یا تو پھر بڑی چادر لیں جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے سر پر اوڑھیں، خود بخود پردہ ہو جاتا ہے، بڑی چادر سے گھونگٹ نکل آتا ہے۔ یا اگر اپنی سہولت کے لئے برقع وغیرہ پہنتے ہیں تو ایسا ہو جس سے اس حکم کی پابندی ہوتی ہو۔ تنگ کوٹ پہن کر جو جسم کے ساتھ چمٹا ہو یا سارا چہرہ ننگا کر کے تو پردہ، پردہ نہیں رہتا وہ تو فیشن بن جاتا ہے۔ پس میں ہر ایک سے کہتا ہوں کہ اپنے جائزے خود لیں اور دیکھیں کہ کیا قرآن کریم کے اس حکم کے مطابق ہر ایک پردہ کر رہا ہے۔

نئی آنے والی احمدی بہنوں سے میں کہتا ہوں کہ آپ نے احمدیت اور اسلام کی تعلیم کو سمجھ کر قبول کیا ہے۔ آپ یہ نہ دیکھیں کہ آپ کے خاوند کیسے احمدی ہیں یا دوسری خواتین کیسی احمدی ہیں۔ آپ اپنے نمونے بنائیں۔ اسلامی تعلیمات کی خالص مثال قائم کریں۔ اپنے خاوندوں کو بھی دین پر عمل کرنے والا بنائیں۔ اپنے بچوں کو بھی اسلام کی تعلیم کے مطابق تربیت دیں۔ اور دوسری پرانی پیدائشی احمدی بہنوں کو بھی، اپنے نمونے قائم کر کے ان کے لئے بھی تربیت کے نمونے قائم کریں۔ ان کے لئے بھی آپ مثال بنیں۔ بعض دفعہ بعد میں آنے والی نیکی اور تقویٰ میں پہلوں سے آگے نکل جاتی ہیں۔ افریقہ میں بھی میں نے دیکھا ہے پردہ کی پابندی اور اسلامی تعلیم پر عمل کرنے والی کئی خواتین ہیں جو مثال بن سکتی ہیں۔ امریکہ میں بھی وہاں کی مقامی کئی ایسی خواتین ہیں جو احمدی ہوئیں اور مثال بن گئیں۔ جرمنی میں بھی کئی خواتین ایسی ہیں جنہوں نے بیعت کی اور مثال بن گئیں۔ یہاں آپ کے ملکوں میں بھی ایسی خواتین ہیں۔ ان ملکوں میں بھی کئیوں کی پردے کی بڑی اچھی مثالیں ہیں اور دوسرے احکامات پر عمل کرنے کی بھی مثالیں ہیں۔ تو نئی بیعت کرنے والیاں ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر کسی پاکستانی عورت میں کوئی برائی دیکھیں تو ٹھوکر نہ کھائیں۔ چند اگر بُری ہیں تو بہت بڑی اکثریت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی بھی ہیں۔ پھر آپ نے کسی مرد یا عورت کی بیعت نہیں کی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کو مانا ہے۔ اپنے نمونے قائم کر کے جیسا کہ میں نے کہا پرانی احمدیوں کے لئے بھی تربیت کے سامان پیدا کریں۔ اس سے آپ کو دوہرا ثواب ہو گا آپ دوہرے ثواب کما رہی ہوں گی۔

پردہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عورت بند ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عورتیں جنگوں میں بھی جایا کرتی تھیں۔ پانی وغیرہ پلایا کرتی تھیں۔ دوسرے کاموں میں بھی شامل ہوتی تھیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسلام کے بہت سے احکام کی وضاحت اور تشریح ہمیں حضرت عائشہؓ کے ذریعہ سے ملی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے آدھا دین سکھایا ہے۔ اس لئے روشن خیالی، تعلیم حاصل کرنا، علم حاصل کرنا بھی بچیوں کے لئے ضروری ہے۔ اور ضرور کرنا چاہئے۔ نہ صرف اپنے لئے ضروری ہے بلکہ آئندہ ان بچوں کے لئے اور ان نسلوں کے لئے بھی ضروری ہے جو آپ کی گودوں میں پلنے اور بڑھنے اور جوان ہونے ہیں اور جنہوں نے احمدیت کی خدمت کرنی ہے۔ اگر مجبوری سے کسی کو کام کرنا پڑتا ہے، کسی جگہ ملازمت کرنی پڑتی ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن ان باتوں کا بہانہ بنا کر، ان ملازمتوں کا، نوکریوں کا یا تعلیم حاصل کرنے کا بہانہ بنا کر پردے نہیں اترنے چاہئیں۔ اور یہاں مقامی جیسے کہ مَیں نے پہلے بھی کہا ہے ڈینش یا سویڈش شائد چند نارویجین بھی ہوں۔ مجھے ابھی کوئی ملی نہیں وہ تو کم ہیں۔ اس طرح پاکستانی خواتین بھی ہیں جو پڑھتی بھی ہیں، کام بھی کرتی ہیں، لیکن پردہ میں۔ تو جو پردہ کی وجہ سے کام یا پڑھائی میں روک کا بہانہ کرتی ہیں ان کے صرف بہانے ہیں۔ نیک نیّت ہو کر اگر کہیں اس وجہ سے روک بھی ہے تو اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ آپ جہاں ملازمت کرتی ہیں ان کو بتائیں تو کوئی پابندی نہیں لگاتا کہ حجاب اتارو یا سکارف اتارو یا برقع اتارو۔ اور پھر نیک نیتی سے کی گئی کوششوں میں اللہ تعالیٰ بھی مدد فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: ”اسلامی پردہ سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ عورت جیل خانہ کی طرح بند رکھی جاوے۔ قرآن شریف کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں ستر کریں“۔ یعنی اپنے آپ کو ڈھانک کر رکھیں۔ ”وہ غیر مرد کو نہ دیکھیں۔ جن عورتوں کو باہر جانے کی ضرورت تمدّنی امور کے لئے پڑے ان کو گھر سے باہر نکلنا منع نہیں ہے“۔ بعض پیشے ایسے ہیں، بعض کام ایسے ہیں، بعض ملک ایسے ہیں جہاں کام کرنے بھی پڑتے ہیں، باہر بھی جانا پڑتا ہے۔ تو وہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اس پر پابندی نہیں ہے۔ فرمایا کہ: ”باہر نکلنا منع نہیں ہے، وہ بے شک جائیں لیکن نظر کا پردہ ضروری ہے۔ مساوات کے لئے عورتوں کے نیکی کرنے میں کوئی تفریق نہیں رکھی گئی ہے۔ اور نہ ان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ نیکی میں مشابہت نہ کریں“۔ جس طرح مرد نیکیاں کرتے ہیں عورتیں بھی نیکیاں کرتی ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ عورتیں نیکیوں میں مردوں سے بڑھ جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں عورتوں کی بڑی کثیر تعداد ہے جو مردوں سے نیکیوں میں بڑھی ہوئی ہے، ہر جگہ اور ہر ملک میں ہے۔

فرمایا کہ: ”اسلام نے یہ کب بتایا ہے کہ زنجیر ڈال کر رکھو۔ اسلام شہوات کی بناء کو کاٹتا ہے۔ یورپ کو دیکھو کیا ہو رہا ہے۔“

یورپ میں اب یہ پردے کا بڑا شور اٹھتا ہے۔ فرمایا کہ یورپ کو دیکھو کہ کیا ہوتا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں، یہاں غیر ضروری آزادی کی وجہ سے کچھ عرصہ بعد ہی طلاقیں بھی ہوتی ہیں اور گھر بھی برباد ہوتے ہیں۔ اور یہ نسبت مشرق کے مقابلے میں مغرب میں بہت بڑھی ہوئی ہے۔ یہاں جو طلاقیں ہیں یا ایک عرصہ کے بعد گھر برباد ہوتے ہیں، مشرقی معاشرہ میں اتنے نہیں ہوتے یا ایسے معاشرے میں جہاں اسلام کی صحیح تصویر پیش کی جاتی ہے۔ اور آج کل یہاں جن لوگوں نے پاکستان سے آکر یورپ کے اثر کو قبول کیا ہے ہمارے چند ایک پاکستانی احمدی بھی اس میں شامل ہو چکے ہیں، دوسرے تو اکثر ہیں، وہ چاہے لڑکے ہوں یا لڑکیاں اس معاشرہ کے اثر کو قبول کرنے کی وجہ سے اپنے گھر برباد کر رہے ہیں۔ اور اسی لئے آج کل دیکھ لیں آپ پاکستانی خاندانوں میں بھی طلاقیں بہت بڑھ گئی ہیں۔ ذرا سی ناراضگی کی وجہ سے یا کوئی لڑکی علیحدگی لے لیتی ہے یا لڑکا علیحدگی لے لیتا ہے، طلاق لے لیتا ہے۔

تو آپؑ آگے فرماتے ہیں کہ: ”اسلام تقویٰ سکھانے کے واسطے دنیا میں آیا ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 297-298۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ تعالیٰ ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچی کو تقویٰ پر چلتے ہوئے اسلامی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک اور بات جس کی طرف مَیں احمدی خواتین کو توجہ دلانی چاہتا ہوں وہ بچوں کی تربیت ہے۔ ان ملکوں میں آکر آپ پر کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے صرف معاشی حالات بہتر کرنے نہیں آئیں بلکہ جس طرح معاشی حالات بہتر ہوتے ہیں اس طرح ہی ذمہ داریاں بڑھتی چلی جا رہی ہیں اور ان میں سے بہت بڑی ذمہ داری بچوں کی تربیت ہے۔ اگر یہ ذمہ داری احسن طور پر آپ نبھالیں تو یہ فکریں بھی دور ہو جائیں گی کہ اگلی نسلوں کو یورپ کی جو بعض گندی باتیں ہیں اُن سے کس طرح بچانا ہے۔ آزاد ماحول سے کس طرح بچانا ہے۔ اس ماحول کی اچھائیاں تو آپ اختیار کریں۔ یہاں اچھائیاں بھی ہیں لیکن برائیوں سے بچنے کی بھی انتہائی کوشش کرنی ہو گی۔ ان قوموں میں کھلے دل سے آپ کی بات سننے کا بڑا حوصلہ ہے۔ آپ کو انہوں نے اپنے ملک میں جگہ دی ہے، یہاں آباد کیا ہے۔ یہ بھی بڑے حوصلے کی بات ہے۔ یہ بھی ان ملکوں کی بڑی خوبی ہے۔ احمدیوں کو خاص طور پر ان کی مجبوریوں کی وجہ سے یہاں مغرب میں پناہ ملی ہے۔ سچائی کا عمومی معیار بھی ان لوگوں کا ایشینز (Asians) کی نسبت بہت اونچا ہے۔ حالانکہ سب سے زیادہ سچائی کی تعلیم اور بڑی شدت سے سچائی کی تعلیم اسلام نے دی ہے۔ لیکن بہرحال آزادی کے نام پر یہاں ان ملکوں میں بعض اخلاق سوز حرکتیں بھی ہوتی ہیں۔ ان سے آپ نے خود بھی بچنا ہے اور اپنے بچوں کو بھی بچانا ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ (انعام:152) اور رزق کی تنگی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ اس کے بہت سے معانی کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم ہر زمانے کی تعلیم ہے۔ کوئی اولاد کو اس طرح قتل نہیں کرتا کہ چھری پھیری جائے۔ پھر اس کا مطلب یہی ہے کہ ایسی تربیت نہ کرو جس سے تمہاری اولاد برباد ہو جائے۔ اب تربیت کرنے کے لئے مختلف طریقے ہیں۔ ان ملکوں میں جہاں بچوں کے لئے حکومت خرچ دیتی ہے رزق کی تنگی کا تو کوئی خوف نہیں ہے۔ چھوٹے بچوں کو خرچ ملتا ہے۔ بڑے ہو جائیں اور گھر میں رہ رہے ہوں تو تب بھی جو خرچ ملتا ہے اس سے تعلیم حاصل کی جا سکتی ہے۔ اَور بھی باتیں ہیں۔ تو یہاں ان ملکوں کے لحاظ سے، آپ کی نسبت کے لحاظ سے اس کا یہ مطلب ہے کہ ماں باپ دونوں پیسے کمانے کے شوق میں کام پر چلے جاتے ہیں۔ بچوں کو یا گھروں میں چھوڑ جاتے ہیں یا بڑے بہن بھائی کے، جن کی خود بھی ابھی تربیت کی عمر ہوتی ہے، ان کے سپرد کر جاتے ہیں۔ پھر بچوں کو مصروف رکھنے کے لئے ایک آزادی ہوتی ہے کہ بچوں کو اگر کچھ بھی نہ دے کر جائیں تو یہاں بچے خود ہی (کیونکہ ماں باپ تو موجود ہوتے نہیں) ایسی فلمیں یا انٹرنیٹ پر ایسے پروگرام یا دوسری چیزیں ہیں ان میں مصروف ہو جاتے ہیں جن سے اور بہت سی بیہودہ قسم کی باتیں ان کو پتہ لگ جاتی ہیں۔ حالانکہ بچوں کو ایسی فلمیں وغیرہ نہیں دیکھنی چاہئیں کہ ان کو دیکھ کر اخلاق خراب ہوتے ہیں۔ یا ماں باپ کے سر پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے ذرا بڑی عمر کے جو بچے ہوتے ہیں وہ زیادہ تر باہر وقت گزارتے ہیں اور ماحول کی برائیوں میں پڑ جاتے ہیں۔ یا بعض ایسی خوفناک قسم کی شکائتیں آجاتیں ہیں کہ بعض لوگ اپنے بچوں کو اپنی طرف سے کسی قابل اعتبار شخص کے سپرد کر جاتے ہیں خاص طور پر لڑکیوں کو اور وہ ایسے گندے ذہن کے ہوتے ہیں کہ وہ ان بچیوں کے ساتھ ایسے بہیمانہ سلوک کر دیتے ہیں کہ ساری زندگی برباد ہو جاتی ہے۔ مگر ماں باپ اس فکر میں ہیں کہ ہم نے تو اپنے خرچ پورے کرنے ہیں۔ ایسے خرچ جو غیر ضروری بھی ہیں اور نہ بھی کئے جائیں تو ان سے بچت ہو سکتی ہے۔ بعضوں نے جوڑے بنانے ہیں، بعضوں نے زیور بنانا ہے۔ اور بعضوں کو اتنا سخت کریز (craze) ہوتا ہے جوڑوں اور زیوروں کا کہ اگر نیا جوڑا ہر فنکشن میں نہ پہنا جائے تو سمجھتے ہیں کہ ہماری بے عزتی ہو گئی۔ تو اس سے بھی بچنا چاہئے۔ صرف جوڑوں اور زیوروں کی خاطر کمائیاں نہ کریں۔ ضرورت کے تحت کرنی ہو تو ٹھیک ہے۔ پیسہ کمانے کے شوق میں بچوں کی تربیت کی طرف توجہ نہیں دے رہے ہوتے اور اس طرح بچے ماں باپ کی مکمل توجہ نہ ہونے کی وجہ سے تباہ و برباد ہو رہے ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورت گھر کی نگران ہے۔ خاوند کی جو اولاد ہے اُس کی وہ نگران ہے۔ اس لئے ماؤں کو، عورتوں کو بہرحال بچوں کی خاطر قربانی دینی چاہئے، گھر میں رہنا چاہئے۔ جب بچے سکول سے آئیں تو ان کو ایک پُرسکون محبت والا ماحول میسر آنا چاہئے۔ جائزہ لے لیں اس ماحول میں اکثر بچے اس لئے بگڑ رہے ہیں کہ وہ ماں باپ کے پیار سے محروم ہوتے ہیں۔ ماں باپ کے پیار کے بھوکے ہوتے ہیں اور وہ ان کو ملتا نہیں۔ ان کو توجہ چاہئے۔ اور جو توجہ وہ چاہتے ہیں وہ ماں باپ ان کو دیتے نہیں۔ اور ماں باپ جو ہیں وہ پیسے کمانے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں، اپنی دلچسپیوں میں مصروف ہیں۔

پھر اس قتل نہ کرنے کا یہ بھی مطلب ہے کہ پیسہ کمانے کے لئے ایسی جگہوں میں نہ بھیجو جہاں ان کے دین سے دور جانے کا احتمال ہو۔ جہاں یہ امکان ہو کہ وہ دین سے دور

چلے جائیں گے۔بعض والدین پیسے کے لالچ میں کہ زیادہ سے زیادہ پیسہ آئے، اپنے بچوں کو جب وہ ابتدائی بنیادی تعلیم سے فارغ ہوتے ہیں تو چھوٹی عمر میں ہی ایسی جگہوں پر، ریسٹورانٹوں میں ، کلبوں میں یا اور جگہوں پر ملازم کرادیتے ہیں جہاں ان کے اخلاق خراب ہورہے ہوتے ہیں۔تو ماؤں نے اگر اپنے بچوں کی صحیح تربیت کی ہوگی اور ایک درد کے ساتھ تربیت کی ہوگی تو ایک تو بچے خود بھی پڑھائی کی طرف توجہ دینے والے ہوں گے اور معمولی تعلیم حاصل کر کے معمولی اور لغو نوکریاں تلاش نہیں کریں گے۔ اور اگر کوئی ایسا ہو بھی جو تعلیم میں اچھا نہ ہو تو ماں کی تربیت کی وجہ سے ماں کی بات ماننے والا ہوگا۔اور اگر ملازمت بھی کرے گا تو ایسی کرے گا جو بہتر ملازمت ہوگی۔ خاص طور پر بچیوں کو ایسی ملازمتوں سے ضرور بچانا چاہئے، ضرور محفوظ رکھنا چاہئے جس میں کسی بھی قسم کی بے حجابی کا امکان ہو۔پیسے کمانے کے لئے بچیوں کی زندگیاں برباد نہ کریں۔ اور جو بچیاں نوجوان ہیں، باشعور ہیں، عقل والی ہیں اور ضد کر کے ایسے کام کرنے کی کوشش کرتی ہیں انہیں بھی مَیں کہتا ہوں کہ آپ بھی اب بڑی ہوگئی ہیں۔جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہمارے مرید ہو کر ہمیں بدنام نہ کریں۔ اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔ یاد رکھیں کہ اگر آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کو بھی آپ کے پاک مستقبل کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔آپ کو اپنے اردگرد بعض ایسے احمدی کہلانے والوں کے نمونے نظر آجائیں گے جو دنیاوی گند میں پڑ گئے ہیں اور دوسرے لوگوں میں بھی نظر آتے ہیں۔پس احمدی بچی کو خاص طور پر ایسی ملازمتوں سے بچنا چاہئے جہاں اس کے تقدس پر حرف آتا ہو۔

پھر اب بعض دفعہ رشتے کرنے کے معاملات آجاتے ہیں تو اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ ایسی جگہ رشتہ نہ کریں جہاں دین نہ ہو اور صرف دنیاوی روپیہ پیسہ نظر آرہا ہو۔اس کو دیکھ کر رشتہ کر رہے ہو کہ ہماری بیٹی کے حالات اچھے ہوجائیں گے یا ہمارا بیٹا کاروبار میں ترقی کرے گا تو یہ چیزیں بیشک دیکھیں لیکن ایسے خاندان کا جہاں رشتے کر رہے ہیں یا ایسے لڑکے یا لڑکی کا جہاں رشتہ کر رہے ہیں دین بھی دیکھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رشتہ کرتے وقت سب سے اہم چیز دین ہے جو تمہیں دیکھنا چاہئے۔بعض کہتے ہیں ہم نے اس خاندان کو دیکھا ہے۔ بڑا نیک خاندان تھا یہ تھا وہ تھا اور اس کے باوجود ایسے حالات ہوگئے۔تو آج کل تو لڑکے کی اپنی دینی حالت کو بھی دیکھنا چاہئے۔ ہر جگہ حالات ایک جیسے ہیں۔دنیا اتنا زیادہ دنیاداری میں پڑ چکی ہے کہ جب تک خود لڑکے کی تسلی نہ ہو جائے، کسی قسم کے رشتے نہیں کرنے چاہئیں کہ صرف پیسہ ہے اس کو دیکھ کر رشتہ کرلیا۔ ایسے بہت سارے رشتے تکلیف دہ ثابت ہوئے ہیں۔لیکن اگر صرف دنیا دیکھیں گے تو یہ بچیوں کو دین سے دور کرنے والی بات ہوگی۔کئی ایسی بچیاں ہیں جو ایسے رشتوں کی وجہ سے جماعت سے تو کٹی ہیں، اپنے گھر والوں سے بھی کٹ گئی ہیں۔ان سے بھی وہ ملنے نہیں دیتے۔پس صرف روپیہ پیسہ دیکھ کر رشتے نہیں کرنے چاہئیں۔ اللہ سے دعا کر کے ہمیشہ رشتے ہونے چاہئیں۔ اور اسی طرح اور بھی قتل اولاد کی بہت ساری مثالیں ہیں۔ جہاں جہاں تربیت میں کمی ہے وہ قتل اولاد ہی ہے۔

پس ہمیشہ اولاد کی فکر کے ساتھ تربیت کرنی چاہئے اور ان کی راہنمائی کرنی چاہئے۔عورتوں کو اپنے گھروں میں وقت گزارنا چاہئے۔ مجبوری کے علاوہ جب تک بچوں کی تربیت کی عمر ہے ضرورت نہیں ہے کہ ملازمتیں کی جائیں۔ کرنی ہیں تو بعد میں کریں۔بعض مائیں ایسی ہیں جو بچوں کی خاطر قربانیاں کرتی ہیں حالانکہ پروفیشنل ہیں، ڈاکٹر ہیں اور اچھی پڑھی لکھی ہیں لیکن بچوں کی خاطر گھروں میں رہتی ہیں۔ اور جب بچے اس عمر کو چلے جاتے ہیں جہاں ان کو ماں کی فوری ضرورت نہیں ہوتی ، اچھی تربیت ہو چکی ہوتی ہے تو پھر وہ کام بھی کر لیتی ہیں۔تو بہر حال اس کے لئے عورتوں کو قربانی کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جو اعزاز بخشا ہے کہ اس کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے وہ اسی لئے ہے کہ وہ قربانی کرتی ہے۔عورت میں قربانی کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جو عورتیں اپنی خواہشات کی قربانی کرتی ہیں ان کے پاؤں کے نیچے جنّت ہے۔ اگر اس کی بعض خواہشات خاوند کی آمد سے پوری نہ ہوتی ہوں مثلاً جیسے کسی کا زیور یا کپڑے دیکھ کر، جیسے کہ پہلے بھی مَیں نے کہا ہے، اگر اس کا دل چاہے کہ میرے پاس بھی ایسا ہی ہو لیکن اپنے بچوں کی تربیت کے لئے وہ قربانی کرتی ہے تو یقیناً اس قربانی کی وجہ سے، اس کی اس سوچ کی وجہ سے کہ میرے بچے اچھی تربیت پاجائیں مجھے دنیاوی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے۔اور ایسے بچے پھر فرمانبردار اور نیک بچے بن کر اس دنیا میں بھی ایک جنّت بنا رہے ہوتے ہیں اور نیکیوں پر قدم مارنے اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے یہ اپنے لئے اگلی دنیا میں بھی جنت بنا رہے ہوتے ہیں۔ اور یہ مائیں بھی نہ صرف جنّتیں بنانے والی ہیں بلکہ جنّت کو حاصل کرنے والی بھی ہیں۔ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ایک ماں جس کی وجہ سے اس کے بچوں کو جنّت مل رہی ہے اس کو اللہ میاں کہے کہ نہیں تم کو جنّت نہیں مل سکتی۔ اس کو تو اور زیادہ ضمانت دی جارہی ہے کہ تم جنت میں جانے والی ہو۔جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ اس دنیا میں بھی جنت کے نظارے دیکھتے ہیں۔اسی وجہ سے امید رکھتے ہیں کہ آئندہ بھی اگلے جہان میں بھی اللہ تعالیٰ ان سے رحم کا سلوک فرمائے گا اور وہ اس کی جنتوں کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے جس طرح مجھ سے امید رکھتے ہیں ویسا ہی میں ان سے سلوک کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ کا بندہ بننا شرط ہے۔

پس ہر احمدی عورت کو اپنے مقام کو سمجھتے ہوئے، اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے اس بات کی طرف توجہ دینی چاہئے کہ ایک تو اس نے اپنے نمونے قائم کرنے ہیں تا کہ اسلام اور احمدیت کی تبلیغ اور پیغام کو پہنچانے میں وہ ممدّ ومعاون بن سکے اور اپنے اندر اسلامی تعلیمات رائج کرنے والی ہو۔اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان پر عمل کرنے والی ہو ۔ دوسرے دعا کے ساتھ ہمیشہ اپنے بچوں کی تربیت کرنے والی ہو۔انہیں ہلاکت سے بچانے والی ہو اور جب آپ اس طرح ہوں گی تو آپ کی تربیت کی وجہ سے آپ کی اولادیں نسل در نسل جنّت کی ضمانت دیتی چلی جانے والی ہوں گی۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆......☆......☆

## نماز جنازہ حاضر وغائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 08/اپریل 2015ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر **مکرم نعیم الرحمان طارق صاحب ( ابن مکرم مولانا عبدالرحمان انور صاحب آف سلاؤ۔سابق پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 4/اپریل 2015ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔مرحوم 1943ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت مولوی محمد عبد اللہ صاحب بوتالوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔آپ کو پنو عاقل ( سندھ ) میں معتمد خدام الاحمدیہ اور کراچی میں سیکرٹری وصایا کے علاوہ سیکرٹری تحریکِ جدید و وقفِ جدید کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔2011ء میں پاکستان سے یوکے شفٹ ہوگئے تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، خلافت سے پیار اور وفا کا تعلق رکھنے والے، کم گو، مہمان نواز بہت نیک اور بزرگ انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے دونوں بچے مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔آپ محترم عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) کے ماموں زاد بھائی تھے۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

**(1) مکرم عطاء اللہ صاحب درویش ( آف کنری)**

24 مارچ 2015ء کو 85 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔جنوری 1952ء تک آپ درویشان قادیان میں شامل رہے اور پھر حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر پاکستان واپس آگئے تھے۔آپ نے ایک لمبا عرصہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زمینوں پر بطور مینیجر انتہائی دیانت داری سے خدمت سرانجام دی۔آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خلافت سے والہانہ عشق کرنے والے، نیک مخلص اور بہت بہادر انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔آپ کو اپنی اولاد میں سے دو بیٹوں اور دو بیٹیوں کو وقف کرنے کی توفیق ملی۔آپ مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب ( مربی سلسلہ اصلاح وارشاد مرکزیہ ربوہ ) اور مکرم حمید اللہ ظفر صاحب ( پرنسپل جامعہ احمدیہ گھانا ) کے والد تھے۔آپ کے دو داماد اور دو پوتے بھی مربی سلسلہ ہیں۔

**(2) مکرم رضوان الحمد صاحب ( آف حمص۔شام )**

گزشتہ دنوں سیریا میں قید کے دوران وفات پاگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپکو 1997ء میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔حمص کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔آپ کے قبول احمدیت کی وجہ سے اہل خانہ اور اکثر رشتہ دار آپ کے سخت مخالف ہوگئے تھے۔تاہم مرحوم کے نیک نمونہ اور تبلیغی کوششوں کی وجہ سے انکی اہلیہ نے بھی بیعت کرلی۔اسیری کے دوران جیل میں انہیں بہت ٹارچر کے بعد مار دیا گیا۔آپ جیل میں بھی نمازوں کا بڑی پابندی کے ساتھ اہتمام کیا کرتے تھے بلکہ وہاں دوسرے قیدیوں کو بھی نماز پڑھایا کرتے تھے۔آپ بہت خوش مزاج، شیریں زبان، نہایت بااخلاق، ہمدردِ خلق کرنے والے، سادہ مزاج، نیک اور باوفا انسان تھے۔آپ کو نظامِ جماعت اور خلافت سے گہری عقیدت، محبت اور اخلاص کا تعلق تھا۔اپنے بچوں کو بھی خلافت اور نظام جماعت سے محبت اور اطاعت کی تلقین کیا کرتے تھے۔مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔تنخواہ ملنے پر گھر جانے سے پہلے چندہ کی ادائیگی کرتے اور ہمیشہ شرح سے زائد ادا کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**(3) مکرم ملک عبد الرب صاحب (ابن مکرم ملک غلام نبی صاحب کھارے والی) ربوہ** 16 مارچ 2015ء کو ایک طویل علالت کے بعد 84 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ حضرت ملک حسن محمد خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ اور آپکے نانا مکرم شیخ احمد صاحب خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے مختار عام تھے۔

مرحوم کو 1953ء میں حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی اسیری کے ایّام میں ان کے ساتھ اسیر رہنے کا شرف حاصل ہوا۔مرحوم باجماعت نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، مالی قربانی میں پیش پیش، بہت ہمدرد، نیک اور بزرگ انسان تھے۔آپ کو خلافت سے انتہا درجہ کی محبت اور عقیدت تھی۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بھی بہت پیار کا تعلق تھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ انہیں پیار سے ’’یہ میرے جیل کا ساتھی ہے‘‘ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔آپ کو مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق بھی ملتی رہی۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

**(4) مکرم نعیم احمد شرما صاحب (ابن حضرت فتح محمد شرما صاحبؓ ۔جرمنی)** 31 مارچ 2015ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ کے والد اور دادا دونوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔آپ کے دادا حضرت کرم الٰہی شرما صاحبؓ کا شمار ابتدائی صحابہ میں ہوتا ہے۔آپ 1990ء میں جرمنی آئے جہاں آپ کو وفات تک مختلف حیثیتوں سے جماعت کی خدمت کی توفیق ملتی رہی۔آپ کو خدمت دین کا بہت شوق تھا ۔ خدمت کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔آپ نے اپنے گھر کا ایک کمرہ نماز سنٹر کے لئے وقف کیا ہوا تھا۔ بوقت وفات اپنی جماعت میں بطور سیکرٹری وصایا خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔لمبا عرصہ نیشنل شعبہ جائیداد میں بھی خدمت بجا لاتے رہے۔ مساجد اور جلسہ سالانہ جرمنی اور اجتماعات پر لاؤڈ سپیکر کا انتظام کرنے کی بھی توفیق پائی۔ آپ نماز اور تہجد کے پابند، باقاعدگی سے تلاوتِ قرآن کریم کرنے والے، چندوں میں باقاعدہ، بہت مہمان نواز، خلافت کے شیدائی، نیک اور مخلص انسان تھے۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

**(5) مکرمہ مریم بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم رائے عبدالقدیر منگلا صاحب۔ضلع سرگودھا)** 29 دسمبر 2014ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ لجنہ اماء اللہ چک منگلا کی فعال رکن تھیں۔ چندہ جات اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔

**(6) مکرم مبارک فیض اللہ بلوچ صاحب (ابن مکرم عبدالرحیم بلوچ صاحب۔ربوہ)** 7 جنوری 2015ء کو بعمر 71 سال وفات پاگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ 1978ء تا 1984ء ملازمت کے سلسلہ میں سعودی عرب رہے۔اس دوران انہیں دو مرتبہ حج اور متعدد بار عمرہ کرنے کی سعادت ملی۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ چندوں اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔حضور انور کے خطبات اور خطابات بڑی باقاعدگی سے سنا کرتے تھے۔

**(7) مکرمہ طاہرہ الماس صاحبہ (اہلیہ مکرم داؤد احمد**

باقی صفحہ 13پر ملاحظہ فرمائیں

# اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر165)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ فروری، مارچ 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

## احمدیہ مسجد کی تلاشی

**وحدت کالونی، لاہور؛ 7/مارچ 2015ء:** پولیس نے لاہور کے علاقہ وحدت کالونی میں موجود جماعتِ احمدیہ کی مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہاں کے مقامی مبلغ سلسلہ کے باہر تشریف لانے پر پولیس نے انہیں بتایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ اس نماز سنٹر میں مشکوک سرگرمیاں ہو رہی ہیں لہٰذا انہیں یہاں کی تلاشی لینی ہے۔ وہ مقامی مبلغ سلسلہ سے کچھ معلومات حاصل کر رہے تھے کہ اس اثناء میں ایک موٹر سائیکل سوار موقعہ پر پہنچا اور اس نے پولیس پر دباؤ ڈالتے ہوئے کہا کہ 'ابھی تلاشی لو'۔ اس پر پولیس کے افسر نے اس کی تسلی کروائی اور اسے وہاں سے روانہ کر دیا۔ اس موقع پر کچھ خواتین بھی پولیس والوں سے مل کر باتیں کرتی رہیں، مزید برآں کچھ مشکوک افراد اس دوران علاقہ میں مٹر گشت کرتے دکھائی دیے۔ پولیس نے اپنا کام کیا اور وہاں سے روانہ ہوگئی۔

بعد میں معلوم ہوا کہ احمدیہ مسجد کے آس پاس رہنے والے کچھ لوگ جماعت کے خلاف پراپیگنڈا میں مشغول ہیں اور انہوں نے ہی پولیس کو احمدیہ مسجد پر چھاپہ مارنے کا کہا تھا۔ اس پر احمدیوں نے انتظامیہ سے رابطہ کیا اور انہیں اپنے تحفظات اور خدشات سے مطلع کر دیا۔

## نفرت آمیز لٹریچر کی تقسیم

**چائنا سکیم، لاہور؛ مارچ 2015ء:** یہاں پر مجلس ختمِ نبوّت سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد نے اپنی سرگرمیاں تیز کر رکھی ہیں۔ حال ہی میں بعض خواتین پر مشتمل ایک گروہ کے بارہ میں جن کا تعلق ختمِ نبوّت کی تنظیم سے بتایا جاتا ہے رپورٹس موصول ہوئی ہیں کہ یہ لوگ مختلف لوگوں کے گھروں میں جا کر انہیں احمدیوں کی مخالفت اور ان کے خلاف اشتعال دلانے کے لئے نہ صرف لٹریچر تقسیم کر رہی ہیں بلکہ خواتین کو مدرسہ میں آ کر کورس کرنے کی ترغیب بھی دلا رہی ہیں۔

ایسی ہی خواتین کا ایک گروہ ایک احمدی کے گھر بھی آ گیا۔ انہوں نے اس گھر میں موجود خواتین کو عالمی مجلس تحفّظ ختمِ نبوّت سے تعلق رکھنے والے ملّاں محمد یوسف لدھیانوی کی کتاب 'تحفہ قادیانیت' کو چند دن تک رکھ کر پڑھنے کے لئے دی۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ ملّاں کس طرح محسنِ انسانیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کردہ پاکیزہ اور امن پسند دین کو اپنے ذاتی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے لئے عوام کے جذبات کو احمدیوں ے خلاف ابھارتے ہیں، انہیں اشتعال دلاتے ہیں اس کتاب میں سے کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

''......اب مسلمانوں کی غیرت کا تقاضا کیا ہونا چاہیے؟ ہماری غیرت کا اصل تقاضا تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک قادیانی بھی زندہ نہ بچے۔ پکڑ پکڑ کر خبیثوں کو مار دیں۔ یہ میں جذباتی بات نہیں کر رہا بلکہ حقیقت یہی ہے۔ اسلام کا فتویٰ یہی ہے۔ مرتد اور زندیق کے بارے میں اسلام کا قانون یہی ہے۔......''

اس علاقہ میں رہنے والے احمدیوں کو احتیاط برتنے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

## ملّاں کا کام، فساد فی سبیل اللہ

**شوکت آباد، ضلع ننکانہ صاحب؛ 9/مارچ 2015ء:** یہاں کا ایک مقامی ملّاں ایک عرصہ سے احمدیوں سے الجھنے کی کوشش کرتا پایا گیا ہے۔ کبھی یہ شرّ پسند موٹر سائیکل پر گزرتا ہوا کسی احمدی کو چپت رسید کر دیتا ہے تو کبھی کسی احمدی پر تھوکنے کی کوشش کرتا دکھائی دیتا ہے۔ یہ 9/مارچ کا واقعہ ہے کہ ایک احمدی نوجوان محمد عرفان بازار میں ایک دکان پر بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ ملّاں وہاں پہنچا اور اس دکان کے مالک سے کہنے لگا 'تم نے اس مرزائی (۔) کو اپنی دکان پر بیٹھنے کی اجازت کیسے دے دی؟' اس پر عرفان نے اس ملّاں سے کہا کہ میں نے جب تمہیں کچھ نہیں کہا تو تم مجھ سے کیوں بدتمیزی کر رہے ہو۔ اس پر اس ملّاں نے عرفان کو پکڑ لیا اور انہیں ایک ہتھوڑا مارنے لگا تھا کہ بعض لوگوں نے اس ملّاں کو قابو میں کر لیا۔ وہ شقیّ القلب یہ کہنے لگا کہ 'اگر میں تمہیں یہاں قتل بھی کر دوں تو مجھے کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ تم گستاخِ رسول ہو۔' اس پر عرفان حکمت کے پیشِ نظر وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

## ختمِ نبوّت کانفرنس

**لاہور:** یہاں سے شائع ہونے والے ایک اردو اخبار 'روزنامہ اسلام' میں کافی دیر تک ایک بڑے سائز (27cm x 16.5cm) کا اشتہار شائع کیا جاتا رہا جس میں یہ تحریر کیا گیا تھا کہ 22/مارچ 2015ء کو بعد نمازِ مغرب ریس کورس ٹاؤن میں واقع مدرسہ ابی بن کعب میں بڑے پیمانے پر ختمِ نبوّت کانفرنس کی جائے گی۔ اس اشتہار میں اس جلسہ کے سپانسر، پروموٹر اور تقاریر کرنے والے ملّاؤں کے نام وغیرہ بھی بڑی تفصیل کے ساتھ درج تھے۔

ایک طرف حکومتِ وقت سانحہ 'پشاور' کے بعد ملک سے مذہبی شدّت پسندی اور فرقہ واریت کو ختم کرنے کے دعاوی کر رہی ہے اور اس کے لئے اس نے نیشنل ایکشن پلان بھی تجویز کر لیا ہے تو دوسری جانب ایسی کانفرنسوں کے انعقاد اور ملّاؤں کے بیانات سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ فرقہ واریت اور مذہبی شدّت پسندی کے سدِّ باب کے لئے کیے جانے والے ان اقدامات میں ایک استثناء بھی رکھا گیا ہے، جماعتِ احمدیہ کا استثناء۔

ہم ذیل میں اس کانفرنس کی کارروائی کا مختصر ذکر کر دیتے ہیں تا کہ قارئین خود ہی فیصلہ کر سکیں کہ پاکستان میں دہشت گردی، شدّت پسندی اور فرقہ واریت کے خلاف جاری کیے جانے والے نیشنل ایکشن پلان پر کس حد تک عملدرآمد ہو رہا ہے۔

روزنامہ اسلام کی 26/مارچ کی اشاعت میں اس کانفرنس کی رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کے مطابق:

۔کانفرنس کے شرکاء نے ختمِ نبوّت کے عقیدہ کی خاطر ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا۔ نیز یہ کہ وہ لوگ قادیانیوں کو جو کہ (نعوذ باللہ) گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخِ صحابہ ہیں بےنقاب کرتے رہیں گے۔

۔ملّاں زاہد الراشدی نے کہا کہ قادیانی ملک میں تشدّد کو پھیلا رہے ہیں۔

۔عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ قادیانی پھر سے کلیدی آسامیوں پر لائے جا رہے ہیں۔ ملک بھر میں قائم مدرسے، مساجد اور مذہبی تنظیمیں ملک کو بچانے کا کام کر رہے ہیں۔ عامر رحمٰن کو جو کہ کٹر قادیانی ہے ڈپٹی اٹارنی جنرل لگا دیا گیا ہے۔ یہ قادیانی نوازی کی بدترین مثال ہے۔

۔ملّاں محمد رفیق جامی، خطیبِ اسلام نے کہا کہ تمام مذہبی پارٹیاں قادیانیوں کے مخالف ہیں۔ مذہب کو دہشتگردی سے ملانا ازخود دہشتگردی ہے۔

۔ملّاں عبدالخبیر آزاد نے کہا کہ جبکہ ملّاں مسلمانوں کو متّحد کرنے کے لئے کوششیں کر رہے ہیں مغربی طاقتیں مسلمانوں کو آپس میں ہی لڑا رہی ہیں۔

اگر یہ بیانات مذہبی شدّت پسندی اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والے نہیں ہیں تو پھر ان کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے؟ یہاں پر ہم یہ بھی عرض کرتے چلیں کہ ایسے جلسوں میں کی جانے والی تقاریر میں سے یہ معدودے چند بیانات ہیں جنہیں اخباریں شائع کرتی ہیں، یا کہنا چاہیے کہ کر سکتی ہیں۔ وگرنہ تو اس سے کئی گنا زیادہ زہریلی باتوں کا ملّاں کی تقاریر میں بالخصوص احمدیوں کے خلاف سنا جانا اب ایک معمولی بات بن چکی ہے۔ اور وہ باتیں اس قابل نہیں ہوتیں کہ انہیں معیاری اخبارات شاملِ اشاعت بھی کر سکیں۔

آیئے اب اس کانفرنس کا ایک اور پہلو سے جائزہ لیتے ہیں۔ اس کے اشتہار کے مطابق ہم اس کانفرنس کی انتظامیہ میں شامل ملّاؤں کا مختصر تعارف ذیل میں درج کرتے ہیں:

اس کانفرنس کا انعقاد پیر عطاء المہیمن بخاری کی سرکردگی اور قاری محمد یوسف کی صدارت میں کیا گیا تھا۔ ان دونوں کا تعلق مجلس احرارِ اسلام سے ہے۔ تاریخ سے شغف رکھنے والے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ یہ پارٹی 1953ء میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف فسادات کرنے کی وجہ سے انتہائی بدنام ہوئی تھی۔ یہی پارٹی تھی جس کی حرکات کی وجہ سے پاکستان میں پہلا مارشل لاء لگایا گیا تھا۔ ان واقعات کی تحقیق کے لئے بنائے جانے والے جوڈیشل کمیشن کی رپورٹ (منیر انکوائری رپورٹ) میں ان لوگوں کے بارے میں یہ لکھا گیا ہے کہ ان لوگوں نے ایک مذہبی نقطہ نظر کو دنیاوی فائدے کے لئے استعمال کیا ہے اور عوام کے مذہبی جذبات کو اپنے ذاتی مذموم مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کیا۔

۔ملّاں عبدالخبیر آزاد، خطیب بادشاہی مسجد لاہور۔ اس ملّاں نے اس کانفرنس میں تقریر کی اور یہ حکومتِ وقت کا تنخواہ دار ہے۔

۔ملّاں زاہد الراشدی، جنرل سیکرٹری پاکستان شریعت کونسل۔ اس نے بھی اس کانفرنس میں تقریر کی۔ اس ملّاں کے بارے میں ہماری رپورٹس میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ پچھلے دو سالوں کے دوران اس نے سعودی ملّاؤں کی معیت میں ساؤتھ افریقہ اور انڈیا میں ہونے والی کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے بعد ایک مضمون لکھا تھا جس میں اس نے خلیج کے علاقہ میں اہلِ تشیّع کی 'زیادتیوں' کا منہ توڑ پلان درج کیا تھا۔

۔ملّاں محمد اشرف گجر، جنرل سیکرٹری جمعیت علمائے اسلام۔ اس نے بھی اس کانفرنس میں تقریر کی۔ جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخواہ میں جڑیں رکھنے والی ایک سیاسی و مذہبی جماعت ہے جس نے حال ہی میں جاری ہونے والے انسدادِ دہشت گردی ایکٹ XXI کو آئین میں شامل کرنے کے حق میں ووٹ نہیں دیا تھا۔

۔ملّاں ممتاز اعوان، کنوینر تحریکِ ناموسِ رسالت نے بھی اس کانفرنس میں تقریر کی۔ یہ ملّاں پاسبانِ ختمِ نبوّت کا ناظمِ اعلیٰ بھی ہے۔ ان تنظیموں کے ناموں سے ہی اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا اوڑھنا بچھونا ہی ختمِ نبوّت اور گستاخیٔ رسول کی پلیٹ فارم سے ملک میں شدّت پسندی کو فروغ دینا ہے۔

۔آخر میں جن دو مقررین کا ذکر کیا جا رہا ہے ان میں عالمی مجلس تحفّظ ختمِ نبوّت کا ملّاں نعیم الدین شاکر اور انٹرنیشنل ختمِ نبوّت موومنٹ کا ملّاں محمد رفیق شامل ہیں۔ یہ دونوں تنظیمیں مکّہ سے تعلق رکھنے والے ملّاں عبدالحفیظ مکّی اور کویت سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر احمد علی سراج کی سرکردگی میں کام کر رہی ہیں۔ یہ دونوں ملّاں پاکستان میں ہونے والی ختمِ نبوّت کانفرنسز میں صدارت کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے نام اور ان کا جن ممالک سے تعلق ہے اسے دیکھ کر بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ تنظیمیں کہاں سے مہیا کیے جانے والے فنڈز سے اپنی کارروائیاں کر رہی ہیں۔

آخر پر انگریزی روزنامہ ڈان کی 2/جنوری 2015ء کی اشاعت میں فیصل باری کی طرف سے لکھے جانے والے ایک کالم کے کچھ حصہ کا اردو خلاصہ قابلِ ذکر ہے:

'ہمیں اب مذہبی شدّت پسندوں کو دی جانے والی کھلی آزادی کو کسی حد تک لگام دینا ہوگی۔ یہ لوگ لگ بھگ تیس سال سے مذہب کو معاشرے میں بسنے والے کسی بھی گروہ پر دباؤ ڈالنے کے لئے کھلے عام استعمال کر رہے ہیں۔ اگر اب ملّاں پر ہاتھ ڈالنا ایک رِسک ہے، تو ہو۔ سانحہ پشاور کے بعد ہمارے پاس اور کوئی راستہ بھی تو نہیں بچا۔ یا تو ہم اس ظلم و بربریت کے خلاف آواز اٹھائیں اور بالآخر مارے جائیں، یا اپنی جان بچانے کے لئے اپنی زبان بند رکھیں، اور پھر بھی مارے جائیں! میرے خیال میں لوگوں کی اکثریت اپنی زبان بند رکھنے میں ہی عافیت محسوس کرے گی۔'

کیا حکومتِ پنجاب دہشتگردوں اور شدّت پسندوں کو واقعی لگام ڈالنے کے لئے کوئی رِسک لے گی؟ جہاں تک خالی دعووں کا تعلق ہے تو پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے 28/دسمبر کو دیے جانے والے اپنے ایک بیان میں کہا تھا:

''اشتعال انگیز لٹریچر پھیلانے والوں کے خلاف بلا امتیاز کارروائی کی جائے'' (روزنامہ جنگ لاہور، 28/دسمبر 2014ء)

یقیناً اشتعال انگیز تقاریر بھی اتنی ہی نقصان دہ ہیں جتنا کہ اشتعال انگیز لٹریچر۔

............(باقی آئندہ)

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

## حضرت عائشہ بیگم صاحبہؓ (لاہور) اور حضرت امۃالعزیز بیگم صاحبہؓ (گوجرانوالہ)

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 28؍فروری 2011ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب نے دو ایسی صحابیات کا تذکرہ کیا ہے جنہیں دو مختلف شہروں میں اوّلین صدر لجنہ رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

☆ حضرت عائشہ بیگم صاحبہؓ اہلیہ حضرت میر کریم بخش صاحبؓ پہلوان ولد جمال الدین صاحب آف لاہور کے ابتدائی حالات کا علم نہیں۔ حضرت میر کریم بخش صاحبؓ نے 17جون 1946ء کو قریباً 103 سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپؓ موصی تھے۔

آپؓ کے بھائی حضرت بابو غلام محمد اختر صاحبؓ نے 1897ء میں بیعت کی۔ آپؓ کی وفات اپریل 1946ء میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپؓ کو 1905ء میں امرتسر میں اُس وقت حضور علیہ السلام کی حفاظت کے لئے حضورؑ کی گاڑی کے پائیدان پر کھڑے ہونے کی توفیق ملی جب اشرار نے اینٹوں اور پتھروں کی بارش برسائی ہوئی تھی۔ ایک لٹھ بردار نے اس زور سے لٹھ گھمائی کہ گاڑی کی لکڑی کی جھرنیاں ٹوٹ گئیں۔ حضورؑ نے آپؓ سے پوچھا کہ لٹھ آپ کو تو نہیں لگی۔ آپؓ نے عرض کیا درمیانی حصہ تھا، اگر سرا لگتا تو شاید میری کمر بھی ٹوٹ جاتی۔ بعد میں حضورؑ اکثر آپؓ کو یہ واقعہ یاد دلایا کرتے تھے۔ بلکہ جب آپؓ کی بھاوج حضرت عائشہ بیگم صاحبہؓ نے حضورؑ کی خدمت میں بیعت لینے کے لئے عرض کیا تو حضورؑ نے بلاتامل فرمایا کہ سوچ لو! بابو غلام محمد کو وہ لٹھ پڑا تھا کہ اگر اس کا سرا اُس کی کمر پر پڑتا تو ان کی ہڈیاں ٹوٹ جاتیں۔ احمدیت میں یہ چیزیں لازمی ہیں تم ان چیزوں کے لئے تیار ہو؟ انہوں نے کہا: حضور! مَیں تیار ہوں۔ چنانچہ حضورؑ نے بیعت لے لی۔

1925ء میں لاہور میں لجنہ کا قیام ہو چکا تھا جس کی صدر حضرت عائشہ بیگم صاحبہؓ تھیں۔ آپؓ نے 23جون 1929ء کو وفات پائی۔ ابتدائی موصیان میں سے تھیں (وصیت نمبر 590)۔ تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں ہوئی۔

آپؓ کی وفات پر رسالہ مصباح میں ایک خاتون نے لکھا کہ آپؓ دیندار و پرہیزگار خاتون تھیں۔ گو تعلیم یافتہ نہ تھیں مگر اپنی عقل و دانش کے لحاظ سے سینکڑوں علم والوں کو مات کرتی تھیں۔ ہر مالی تحریک پر دل کھول کر حصہ لیتیں۔ احمدیت کی انتہائی غیرت رکھتی تھیں۔ ایک بار کسی احمدی نے آپؓ سے ایک ہزار روپیہ قرض لیا لیکن حسب وعدہ ادائیگی نہ کرسکے۔ آپؓ نے انہیں کہا: احمدی ہوکر عہدشکنی کرتے ہو!۔ وہ کہنے لگے کہ مَیں ایسی احمدیت چھوڑنے کو تیار ہوں۔ آپ نے کہا: مَیں اپنا روپیہ تم کو چھوڑتی ہوں مگر خدا کے لئے تم احمدیت مت چھوڑو۔

لجنہ کی ترقی کے لئے آپؓ نے بہت کام کیا۔ آپؓ لجنہ کی روح رواں تھیں۔ سلسلہ کے اخبارات خریدتیں اور کسی سے پڑھوا کر سنا کرتیں۔ آپؓ کا ایک ہی بیٹا تھا جو جوانی میں وفات پا گیا تھا۔

☆ حضرت امۃالعزیز بیگم صاحبہؓ 1881ء میں پیدا ہوئیں۔ حضرت حکیم محمد دین صاحبؓ (سابق امیر جماعت گوجرانوالہ) کی زوجیت میں آنے کے بعد احمدیت سے آگاہی ہوئی۔ گھر میں آنے والے اخبار البدر و الحکم بھی پڑھنے کو ملے۔ امام مہدی کی خواب میں زیارت کرنے کے بعد جب 1908ء میں لاہور میں پہلی بار حضورؑ کو دیکھا تو فوراً کہا کہ یہی تو خواب والے امام مہدی ہیں۔ حضورؑ اُس وقت نماز ظہر کے لئے وضو فرما رہے تھے۔ آپؓ نے بیعت کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ نماز کے بعد بیعت لیں گے۔ چنانچہ نماز کے بعد گھر کے صحن میں بیعت کی تقریب ہوئی اور پھر حضورؑ نے بہت لمبی دعا کروائی۔ وہاں پر آپؓ کا تعارف کرواتے ہوئے حضرت حکیم محمد دین صاحبؓ کی ہمشیرہ حضرت غلام فاطمہ صاحبہؓ نے عرض کیا کہ حضورؑ یہ حکیم صاحب کی نئی بیوی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ حکیم صاحب کی زندگی بہت اچھی گزر جاوے گی۔

ایک بار حضرت حکیم صاحبؓ بیمار ہو گئے اور علاج کے لئے چھ ماہ قادیان میں قیام کیا۔ حالت بہت خراب تھی۔ بیماری میں سردرد زیادہ ہوگئی اور دل کی کمزوری بڑھتی گئی۔ حضورؑ نے اپنی رومی ٹوپی آپؓ کو عنایت فرمائی اور پانی بھی دَم کرکے پلایا کرتے۔ ایک واسکٹ بھی عطا فرمائی۔ جب آپؓ تندرست ہوگئے تو حضورؑ نے ارشاد فرمایا کہ اب گوجرانوالہ جاکر رہائش کریں۔ حضرت حکیم صاحبؓ کی وفات کے بعد حضرت امۃالعزیز بیگم صاحبہؓ قادیان میں آبسیں۔ 20مئی 1937ء کو حضرت مولوی سیّد سرور شاہ صاحبؓ نے دارالعلوم میں آپؓ کے مکان کی بنیاد رکھی۔ 1944ء میں حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک وقف جائداد پر لبیک کہتے ہوئے آپؓ نے اس مکان کا نصف پیش کردیا۔ آپؓ تحریک جدید کے پانچ ہزار مجاہدین میں بھی شامل تھیں۔

تاریخ لجنہ 1929ء کے مطابق حضرت امۃالعزیز صاحبہؓ کو گوجرانوالہ کی پہلی صدر لجنہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپؓ 10دسمبر 1950ء کو 70سال کی عمر میں وفات پاکر بوجہ موصیہ ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔

## محترم مولوی عبدالکریم صاحب ہلالپوری

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23فروری 2011ء میں محترم مولوی عبدالکریم صاحب ہلالپوری کا ذکرخیر آپ کے بھانجے مکرم محمد اسلم سجاد صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل 15؍اگست 2014ء کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں بھی آپ کا ذکر شائع ہوچکا ہے۔

محترم مولوی عبدالکریم صاحب ہاکی کے بہت اچھے کھلاڑی تھے۔ ربوہ میں خدام کے سالانہ اجتماع میں ایک سابق فوجی محترم کرنل شیر صاحب بہت بارعب انداز میں فوجی ورزش کروایا کرتے تھے اور خدام اُن سے سہمے رہتے تھے۔ ایک دن اُن کی جگہ محترم مولوی صاحب کو دیکھ کر خدام نے سکون محسوس کیا۔ آپ نے مختلف ورزشیں کروانے کے بعد ڈنٹر پیلنے کو کہا تو بعض خدام نے کہا کہ مولوی صاحب یہ کام آپ بھی ہمارے ساتھ کریں۔ خدام کا خیال تھا کہ مولوی آدمی ہیں، کہاں تک کرسکیں گے۔ آپ نے خدام سے وعدہ لیا کہ پھر جب تک میں ڈنڈ نکالوں، تم بھی میرے ساتھ ہی ڈنڈ نکالتے رہوگے۔ چنانچہ آپ نے خدام کے ساتھ مل کر ڈنڈ نکالنے شروع کئے تو کچھ ہی دیر میں خدام کو اندازہ ہوگیا کہ مولوی صاحب تھکنے والے نہیں۔ یہ منظر دیدنی تھا کہ قریباً تمام خدام بے دَم ہونے لگے اور آخر خدام نے اپنی جسارت پر معذرت کی اور یہ سلسلہ ختم ہوا۔

ربوہ میں ایک مرتبہ کیروسین آئل ٹینکر میں آگ لگ گئی۔ کسی نے کہا کہ ایک ہی صورت ہے کہ کوئی شخص دھاتی پرات کو سینے پر رکھ کر تیزی سے اور صحیح نشانہ اور مہارت کے ساتھ جاکر آئل ٹینکر کی ٹاپ بند کردے۔ پرات لائی گئی تو ایک دبلے پتلے مگر پھرتیلے نوجوان نے آناً فاناً یہ مہم کامیابی سے سرکرلی۔ یہ مولوی صاحب ہی تھے۔

محترم مولوی صاحب کا انتقام بھی عجیب تھا۔ ایک صاحب نے آپ پر ظلم کرتے ہوئے بہت نقصان پہنچایا۔ آپ نے اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے کوئی جوابی کارروائی نہ کی اور معاملہ خدا پر چھوڑ کر لندن چلے گئے۔ کافی عرصہ بعد آپ کار پر لندن سے پاکستان آئے تو اُنہی صاحب نے آپ سے درخواست کی کہ اُن کی فیملی کو چند دن کے لئے شمالی علاقوں کی سیر کروادیں۔ آپ نے ہاں کردی اور جانے سے پہلے کہنے لگے کہ اب میرے قابو آیا ہے، اب بدلہ لوں گا۔ ہمیں کچھ وہم بھی گزرے۔ جب آپ واپس آگئے تو پوچھنے پر ہنستے ہوئے بتایا کہ مَیں نے خوب بدلہ لیا، وہ چیختا رہا لیکن مَیں نے نہ اُس سے پٹرول کے پیسے لئے، نہ اُن کو کھانے پینے پر کچھ خرچ کرنے دیا۔

اس واقعہ کے بعد ان صاحب نے کبھی مولوی صاحب کے خلاف بات تک نہ کی بلکہ بارہا انہیں مولوی صاحب کے لئے تعریفی کلمات کہتے ہی سنا گیا۔

## محترم رانا عطاءالکریم صاحب نون شہید

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4؍مارچ 2011ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم رانا عطاءالکریم صاحب نون کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

محترم رانا عطاءالکریم صاحب کے والد محترم رانا کریم بخش صاحب نون 1977ء میں احمدیت کے نور سے منور ہوئے۔ اُن کو احمدیت کا پیغام 'جمال والا کھاکھی' کے ایک بزرگ مکرم رانا فیض بخش صاحب نون کے ذریعہ پہنچا جو علاقہ کے معروف معزز زمیندار تھے۔ مستجاب الدعوات انسان تھے اور علاقہ پر ان کا نیک اثر تھا۔ محترم رانا کریم بخش صاحب کا اُن سے تبادلہ خیال اکثر ہوتا تھا تاہم استخارہ کیا اور ایک خواب کی بنا پر فوراً بیعت کرلی۔ بعد میں کافی مخالفت ہوئی، دباؤ اور لالچ سے دوچار بھی کئے گئے مگر خداتعالیٰ نے ثبات قدم عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی خدمت کی بھی توفیق پائی اور زعیم مجلس انصاراللہ بھی رہے۔ اُس وقت مکرم رانا عطاءالکریم صاحب کی عمر سات سال تھی۔

مکرم عطاءالکریم صاحب کو اللہ تعالیٰ نے روشن دماغ عطا فرمایا تھا۔ تعلیمی میدان میں امتیازی حیثیت سے کامیابی سے ہمکنار ہوتے رہے۔ F.Sc. کرکے پہلے کچھ عرصہ ملتان میں بی فارمیسی میں زیرتعلیم رہے لیکن پھر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں داخل ہوکر 1995ء میں پوسٹ گریجوایشن کیا۔

آپ ایک سادہ دل، نیک نیت، علم دوست اور محبِّ وطن جوان تھے۔ زرعی یونیورسٹی کی 'میس انتظامیہ' نے پہلے چند دن برتن الگ کردیئے۔ بعدازاں کھانا فراہم کرنے سے معذرت کرلی اور عملہ نے بھی بائیکاٹ کردیا۔ مجبوراً ہوٹل سے کھانا کھانا پڑا جس سے اخراجات میں خاصہ اضافہ ہوگیا۔ والدین کی آمد کا ذریعہ صرف فصل تھا۔ ان سالوں میں کپاس کی فصل پر علاقہ میں وائرس کا حملہ ہوگیا تو تعلیمی اخراجات کے لئے گھر سے امداد میں کمی آگئی۔ پھر بزرگوں کے مشورہ سے نظارت تعلیم ربوہ سے تعلیم کی تکمیل کے لئے قرضۂ حسنہ کے لئے درخواست پیش کی۔ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ اُس وقت ناظراعلیٰ تھے۔ آپ نے نون صاحب کو بالمشافہ ملاقات کے لئے بلایا اور ازراہ شفقت مشورہ عطا فرمایا کہ قرض نہ لیں بلکہ تعلیمی وظیفہ لے لیں، واپس کرنے کی نیت ہے تو اپنی مرضی سے واپس کردینا۔ آپ نے نون صاحب کے لئے پانچ صد روپے ماہانہ وظیفہ جاری فرمادیا اور تاکید فرمائی کہ جب بھی ربوہ آئیں تو ملاقات کرکے جایا کریں۔

تکمیل تعلیم پر محترم نون صاحب کو ایک پرائیویٹ کمپنی کی طرف سے پُرکشش مراعات کے ساتھ ملازمت مل گئی۔ اپنی نیک نیتی، قابلیت و دیانتداری کی بنا پر بہت قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ گو نظارت تعلیم کی طرف سے تعلیمی وظیفہ کی واپسی کا کوئی مطالبہ نہ تھا لیکن آپ نے پہلی تنخواہ ملنے پر وصول شدہ وظیفہ کے مطابق یکمشت ادائیگی کردی۔ جب بھی کہیں دعوت الی اللہ کا موقع ملتا تو اپنے تعلیمی وظیفہ سے بات شروع کرتے جو آخر جماعت کے عقائد تک جا پہنچتی۔

رانا صاحب نے ملازمت سے مستعفی ہوکر اپنا ذاتی کاروبار شروع کرلیا تھا اور کئی افراد کو روزگار فراہم کیا تھا۔ جماعت احمدیہ 'جمال والا کھاکھی'، ضلع ملتان' کے صدر بھی رہے۔ ایک محنتی فعال اور قابل انسان تھے۔ تفسیر حضرت مصلح موعودؓ اور جماعتی کتب رسائل زیرمطالعہ رہتے۔ الفضل باقاعدگی سے منگواتے اور اپنے دفتر کی میز پر رکھتے جس سے عوام الناس استفادہ کرتے رہتے۔

6؍اگست 2009ء کو چند شرپسندوں نے آپ کے گھر واقع ملتان میں داخل ہوکر فائرنگ کرکے آپ کو شہید کردیا۔ آپ کی عمر 36 سال تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

## مکرم قادر بخش خان صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 4فروری 2011ء کے مطابق مکرم قادر بخش خان صاحب 81 سال کی عمر میں 30 جنوری 2011ء کو وفات پاگئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ مکرم الٰہی بخش خان صاحب کے بیٹے تھے۔

مکرم قادر بخش خان صاحب نے 8 سال حضرت مصلح موعودؓ کے گارڈ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 3 سال فرقان فورس میں اور 39 سال فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خدمت کی۔ اپنی مقامی جماعت میں لمبا عرصہ سیکرٹری تحریک جدید اور وقف جدید بھی رہے۔ آپ نے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ ایک بیٹے مکرم محمد سلطان خان صاحب دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں کارکن ہیں۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 5؍مارچ 2011ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی سانحہ لاہور کے حوالہ سے ایک مختصر نظم شائع ہوئی ہے جس میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اِک اَور شجاعت کی کتھا ہم نے لکھی ہے
تاریخ نئی بیش بہا ہم نے لکھی ہے
ہم نے ہی جلائے ہیں وفاؤں کے نئے دیپ
رُوداد حسیں سب سے جُدا ہم نے لکھی ہے
رکھا ہے محبت کا بھرم اپنے لہو سے
ہر موڑ پہ تحریر وفا ہم نے لکھی ہے
مرکر بھی ہمیں لوگ ہوئے زندہ و جاوید
کیا ہوتی ہے تسخیر قضا ہم نے لکھی ہے

# Muslim Television Ahmadiyya
## Weekly Programme Guide
**May 15, 2015 – May 21, 2015**

*Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.*
*For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530*

### Friday May 15, 2015

| | |
|---|---|
| 00:05 | World News |
| 00:25 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 139-147 with Urdu translation. |
| 00:45 | Yassarnal Quran: Lesson no. 55. |
| 01:15 | Reception In Brisbane: Rec. October 23, 2013. |
| 02:30 | Spanish Service: Programme no. 12. |
| 03:10 | Pushto Muzakarah: Discussion about Seerat Hadhrat Musleh Ma'ood[ra]. |
| 03:50 | Tarjamatul Quran Class: Surah Al-Mumin, verses 52-79. Class no. 244. Recorded on May 5, 1998. |
| 04:55 | Liqa Maal Arab: Session no. 72. |
| 06:00 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 148-154 with Urdu translation. |
| 06:15 | Dars-e-Hadith: The topic is 'spreading the word of Islam'. |
| 06:30 | Yassarnal Quran: Lesson no. 56. |
| 06:55 | Reception In Melbourne: Rec. October 11, 2013. |
| 08:15 | Rah-e-Huda: Recorded on May 2, 2015. |
| 09:50 | Indonesian Serivce |
| 10:55 | Deeni-O-Fiqahi Masail: Programme no. 65. |
| 11:30 | Live Transmission From Baitul Futuh |
| 12:00 | Live Friday Sermon |
| 13:00 | Live Transmission From Baitul Futuh |
| 13:35 | Tilawat: Surah Al-Qadr and Surah Al-Aadiyaat. |
| 13:45 | Seerat-un-Nabi: A discussion about the life of the Holy Prophet Muhammad (saw). |
| 14:30 | Shotter Shondhane: Recorded April 30, 2015. |
| 15:40 | Hijrat: Programme no. 13. |
| 16:20 | Friday Sermon [R] |
| 17:30 | Yassarnal Quran [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Reception In Melbourne [R] |
| 19:35 | Life In Snow |
| 20:05 | Deeni-O-Fiqahi Masail [R] |
| 21:00 | Friday Sermon [R] |
| 22:20 | Rah-e-Huda [R] |

### Saturday May 16, 2015

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 148-154 with Urdu translation. |
| 00:35 | Yassarnal Quran [R] |
| 01:00 | Reception In Melbourne [R] |
| 02:10 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2015. |
| 03:20 | Rahe Huda [R] |
| 04:55 | Liqa Maal Arab: Session no. 73. |
| 06:00 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 155-160 with Urdu translation. |
| 06:15 | Dars Majmooa Ishteharaat |
| 06:30 | Al-Tarteel: Lesson no. 38. |
| 07:00 | Jalsa Salana UK Address: Recorded on September 1, 2013. |
| 08:30 | International Jama'at News |
| 09:00 | Question And Answer session: Recorded on December 8, 1996. Part 2. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2015. |
| 12:15 | Tilawat: Surah Al-Qaari'ah and Surah Quraish. |
| 12:25 | Al-Tarteel: Lesson no. 38. |
| 13:00 | Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Reality Of Miraj |
| 16:00 | Live Rah-e-Huda |
| 17:30 | Al-Tarteel [R] |
| 18:05 | World News |
| 18:25 | Jalsa Salana UK Address [R] |
| 19:45 | Faith Matters: Programme no. 166. |
| 20:30 | International Jama'at News [R] |
| 21:00 | Rah-e-Huda [R] |
| 22:35 | Story Time [R] |
| 22:55 | Friday Sermon [R] |

### Sunday May 17, 2015

| | |
|---|---|
| 00:10 | World News |
| 00:25 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 155-160 with Urdu translation. |
| 00:35 | Dars Majmooa Ishteharaat [R] |
| 00:55 | Al-Tarteel: Lesson no. 38. |
| 01:25 | Jalsa Salana UK Address [R] |
| 02:50 | Friday Sermon [R] |
| 04:05 | Reality Of Miraj [R] |
| 04:55 | Liqa Maal Arab: Session no. 74. |
| 06:00 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 161-169 with Urdu translation. |
| 06:15 | Aao Husne Yar Ki Batain Karain |
| 06:30 | Yassarnal Quran: Lesson no. 56. |
| 07:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on September 27, 2014. |
| 08:00 | Faith Matters: Programme no. 168. |
| 09:00 | Question And Answer Session: Recorded on June 7, 1998. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on April 11, 2014. |
| 12:00 | Tilawat: Surah Al-Maa'oon and Surah An-Naas. |
| 12:20 | Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R] |
| 12:30 | Yassarnal Quran [R] |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on May 15, 2015. |
| 14:10 | Shotter Shondhane: Recorded April 30, 2015. |
| 15:15 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 16:15 | Seerat Sahabiyat-e-Rasool |
| 17:05 | Kids Time: Programme no. 46. |
| 17:35 | Yassarnal Quran [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:30 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 19:30 | Live Beacon Of Truth |
| 20:40 | Roots To Branches |
| 21:05 | Open Forum |
| 21:55 | Friday Sermon [R] |
| 23:05 | Question And Answer Session [R] |

### Monday May 18, 2015

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:25 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 161-169 with Urdu translation. |
| 00:40 | Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R] |
| 00:55 | Yassarnal Quran [R] |
| 01:20 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 02:30 | Muslim Scientists |
| 02:45 | Roots To Branches [R] |
| 03:10 | Friday Sermon [R] |
| 04:20 | Open Forum [R] |
| 04:55 | Liqa Maal Arab: Session no. 75. |
| 06:00 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 170-180 with Urdu translation. |
| 06:15 | Dars-e-Hadith: Sayings on the Holy Prophet Muhammad (saw) on Islam and its distinctive characteristics. |
| 06:25 | Al-Tarteel: Lesson no. 38. |
| 06:55 | Reception In New Zealand: Recorded on November 2, 2013. |
| 08:05 | International Jama'at News |
| 08:40 | Seerat Hazrat Masih Ma'ood |
| 09:00 | Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on June 15, 1998. |
| 10:00 | Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on January 23, 2015. |
| 11:15 | Jalsa Salana Speeches |
| 12:00 | Tilawat: Surah Faatiha and Surah Al-Baqarah verses 1-20. |
| 12:15 | Dars-e-Hadith [R] |
| 12:25 | Al-Tarteel [R] |
| 13:00 | Friday Sermon: Recorded on July 31, 2009. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Jalsa Salana Speeches [R] |
| 15:40 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R] |
| 16:00 | Rah-e-Huda: Recorded on May 9, 2015. |
| 17:30 | Al-Tarteel [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:25 | Reception In New Zealand [R] |
| 19:40 | Somali Service: Programme no. 11. |
| 20:30 | Rah-e-Huda [R] |
| 22:00 | Friday Sermon [R] |
| 23:05 | Jalsa Salana Speeches [R] |
| 23:35 | Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R] |

### Tuesday May 19, 2015

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:20 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 170-180 with Urdu translation. |
| 00:30 | Dars-e-Hadith [R] |
| 00:40 | Al-Tarteel [R] |
| 01:10 | Reception In New Zealand [R] |
| 02:25 | Kids time: Programme no. 46. |
| 02:55 | Friday Sermon [R] |
| 03:55 | Maidane Amal Ki Kahani |
| 04:35 | Medical Matters |
| 05:00 | Liqa Maal Arab: Session no. 76. |
| 06:00 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 181-187 with Urdu translation. |
| 06:15 | Dars-e-Malfoozat |
| 06:30 | Yassarnal Quran: Lesson no, 57. |
| 07:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat: Recorded on September 27, 2014. |
| 08:00 | Aao Urdu Seekhain: Programme no. 15. |
| 08:30 | Australian Service |
| 09:00 | Question And Answer Session: Rec June 7, 1998. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on May 15, 2015. |
| 12:05 | Tilawat: Surah Al-Baqarah verses 21-26 and verses 27-32. |
| 12:15 | Dars-e-Malfoozat [R] |
| 12:30 | Yassarnal Quran [R] |
| 13:00 | Faith Matters: Programme no. 168. |
| 14:05 | Bangla Shomprochar |
| 15:00 | Spanish Service: Programme no. 6. |
| 15:30 | Aao Urdu Seekhain: Programme no. 15. |
| 16:00 | Press Point: Recorded on April 19, 2015. |
| 17:10 | Noor-e-Mustafwi |
| 17:25 | Yassarnal Quran [R] |
| 18:00 | World News |
| 18:20 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 19:20 | Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on May 15, 2015. |
| 20:20 | Aao Urdu Seekhain [R] |
| 20:35 | Noor-e-Mustafwi [R] |
| 21:00 | Press Point [R] |
| 22:00 | Faith Matters [R] |
| 23:00 | Question And Answer Session [R] |

### Wednesday May 20, 2015

| | |
|---|---|
| 00:00 | World News |
| 00:15 | Tilawat [R] |
| 00:25 | Dars-e-Malfoozat [R] |
| 00:30 | Yassarnal Quran [R] |
| 01:00 | Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R] |
| 02:00 | Aao Urdu Seekhain [R] |
| 02:15 | Story Time [R] |
| 02:45 | Press Point [R] |
| 03:45 | Life Of Hazrat Abu Bakr (ra) |
| 04:55 | Liqa Maal Arab: Session no. 77. |
| 06:00 | Tilawat: Surah Aale-Imraan, verses 188-195 with Urdu translation. |
| 06:15 | Dars-e-Hadith |
| 06:30 | Al-Tarteel: Lesson no. 38. |
| 07:00 | Jalsa Salana Australia Address: Recorded on October 5, 2013. |
| 09:00 | Question And Answer Session: Recorded on December 8, 1996. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:00 | Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on May 15, 2015. |
| 12:05 | Tilawat: Surah Al-Shams and Surah Al-Lail. |
| 12:20 | Al-Tarteel [R] |
| 12:50 | Friday Sermon: Recorded on July 31, 2009. |
| 14:00 | Bangla Shomprochar |
| 15:05 | Deeni-O-Fiqahi Masail |
| 15:45 | Kids Time: Programme no. 46. |
| 16:15 | Faith Matters: Programme no. 175. |
| 17:15 | Al-Tarteel [R] |
| 17:50 | World News |
| 18:15 | Jalsa Salana Australia Address [R] |
| 19:55 | French Service: Horizons d'Islam. Episode 29 |
| 21:00 | Deeni-O-Fiqahi Masail [R] |
| 21:35 | Kids Time: Programme no. 46. |
| 22:00 | Friday Sermon [R] |
| 23:00 | Intikhab-e-Sukhan: Recorded on May 16, 2015. |

### Thursday May 21, 2015

| | |
|---|---|
| 00:10 | World News |
| 00:30 | Tilawat [R] |
| 00:45 | Al-Tarteel [R] |
| 01:15 | Jalsa Salana Australia Address [R] |
| 03:00 | Deeni-O-Fiqahi Masail [R] |
| 03:45 | Faith Matters [R] |
| 04:55 | Liqa Maal Arab: Session no. 78. |
| 06:05 | Tilawat: Surah Aale-Imraan and Surah An-Nisaa with Urdu translation. |
| 06:20 | Dars-e-Hadith |
| 06:35 | Yassarnal Quran: Lesson no. 57. |
| 07:00 | Reception In New Zealand Parliament: Recorded on November 4, 2013. |
| 08:00 | Beacon Of Truth: Recorded on April 19, 2015. |
| 09:00 | Tarjamatul Quran Class: Rec. on May 6, 1998. |
| 10:00 | Indonesian Service |
| 11:15 | Japanese Service: Programme no. 15. |
| 12:00 | Tilawat: Surah Al-Baqarah verses 51-60 and verses 61-65. |
| 12:15 | Dars-e-Hadith [R] |
| 12:30 | Yassarnal Quran [R] |
| 13:00 | Beacon Of Truth [R] |
| 14:10 | Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on May 15, 2015. |
| 15:15 | Aao Urdu Seekhain |
| 15:30 | Masih Hindustan Main |
| 16:10 | Persian Service: Programme no. 28. |
| 16:40 | Tarjamatul Quran Class [R] |
| 17:45 | Yassarnal Quran [R] |
| 18:15 | World News |
| 18:35 | Reception In New Zealand Parliament [R] |
| 19:20 | German Service |
| 20:25 | Faith Matters: Programme no. 171. |
| 21:30 | Tarjamatul Quran Class [R] |
| 22:50 | Beacon Of Truth [R] |

***Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).***

**Translations for Huzoor's Programmes are available.**
**Prepared by the MTA Scheduling Department.**

# Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 15 May, 2015 | Issue No. 20


آپ کے بہتر معاشی حالات، مالی حالات اس بات سے آپ کو غافل نہ کردیں کہ آپ اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہیں اور اس امام کو ماننے اور آپ کے بزرگوں کی قربانیوں کی وجہ سے ہی آج آپ ان ملکوں میں پرسکون زندگی گزار رہی ہیں۔ ان فضلوں کا تقاضا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے والی بنیں اور نہ صرف خود اس تعلیم پر عمل کریں بلکہ اپنی اولادوں کی بھی اس فکر کے ساتھ نگرانی کریں اور تربیت کریں کہ کہیں وہ مغرب کے آزاد ماحول کی وجہ سے دین سے دور نہ ہٹ جائیں۔

**پردہ ایک بنیادی اسلامی حکم ہے اور قرآن کریم میں بڑا کھول کر اس کے بارے میں بیان ہوا ہے۔**

اس ماحول میں اکثر بچے اس لئے بگڑ رہے ہیں کہ وہ ماں باپ کے پیار سے محروم ہوتے ہیں۔ جو توجہ وہ چاہتے ہیں وہ ماں باپ ان کو دیتے نہیں۔ اور ماں باپ جو ہیں وہ پیسے کمانے کی دوڑ میں لگے ہوئے ہیں، اپنی دلچسپیوں میں مصروف ہیں۔

پیسہ کمانے کے لئے بچوں کو ایسی جگہوں میں نہ بھیجو جہاں ان کے دین سے دور جانے کا احتمال ہو۔ خاص طور پر بچیوں کو ایسی ملازمتوں سے ضرور بچانا چاہئے جس میں کسی بھی قسم کی بے حجابی کا امکان ہو۔ پیسے کمانے کے لئے بچیوں کی زندگیاں برباد نہ کریں۔ احمدی بچی کو خاص طور پر ایسی ملازمتوں سے بچنا چاہئے جہاں اس کے تقدس پر حرف آتا ہو۔

صرف روپیہ پیسہ دیکھ کر رشتے نہیں کرنے چاہئیں۔ اللہ سے دعا کر کے ہمیشہ رشتے ہونے چاہئیں۔

## جماعت احمدیہ سویڈن کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 17 ستمبر 2005ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اس وقت جو آپ خواتین یہاں میرے سامنے بیٹھی ہیں۔ تین سکنڈے نیوین ملکوں سے آئی ہیں۔ آپ میں سے اکثریت بلکہ ایک لحاظ سے تمام ہی پاکستان سے تعلق رکھنے والی ہیں۔ کچھ شائد ہندوستان سے بھی ہوں۔ کئی خاندان یہاں پاکستان سے آ کر آباد ہوئے۔ آپ میں سے بعض خاندان چالیس پچاس سال پرانے بھی یہاں آباد ہیں جنہوں نے یہاں زندگیاں گزاریں، یہیں بچے پیدا ہوئے، جوان ہوئے، شادیاں ہوئیں، اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے آگے اُن بچوں کی شادیاں بھی ہوگئیں۔ یہاں آنے والے اکثر خاندان بلکہ تمام خاندان ہی پاکستان سے یا ان ملکوں سے کسی سختی کی وجہ سے یہاں آئے یا معاشی حالات بہتر کرنے کی وجہ سے آئے۔ اور الحمد للہ کہ یہاں آنے والے تمام خاندان ہی پہلے کی نسبت بہت بہتر معاشی حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ لیکن یہ بہتر معاشی حالات آپ کو دین سے، اسلام کی خوبصورت تعلیم سے غافل نہ کردیں۔ یہ بہتر معاشی حالات آپ کو اس بات سے غافل نہ کردیں کہ آپ کے باپ دادا نے، بزرگوں نے بڑی قربانیاں دے کر احمدیت کو قبول کیا تھا اور پھر یہ کوشش کی تھی کہ اپنی نسلوں میں بھی اس انعام کو جاری رکھیں۔ آپ کے بہتر معاشی حالات، مالی حالات اس بات سے آپ کو غافل نہ کردیں کہ آپ اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہیں اور اس امام کو ماننے اور آپ کے بزرگوں کی قربانیوں کی وجہ سے ہی آج آپ ان ملکوں میں پرسکون زندگی گزار رہی ہیں۔ ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں۔ بچوں کے لئے تعلیم کے مواقع میسر ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر کئے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مزید شکر گزار بننا چاہئے۔ اور کسی ذہن میں یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ یہ سب کچھ میرے خاوند یا میرے باپ یا میرے بیٹے کی زور بازو اور محنت کا نتیجہ ہے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملا ہے جو آپ کو ملا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس فضل کا تقاضا ہے کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ کے ان فضلوں کا تقاضا ہے کہ آپ اپنے بزرگوں کے نام روشن کرنے والی بنیں۔ ان فضلوں کا تقاضا ہے کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر عمل کرنے والی بنیں اور نہ صرف خود اس تعلیم پر عمل کریں بلکہ اپنی اولادوں کی بھی اس فکر کے ساتھ نگرانی کریں اور تربیت کریں کہ کہیں وہ مغرب کے آزاد ماحول کی وجہ سے دین سے دور نہ ہٹ جائیں۔ خاص طور پر لڑکوں کی بڑی نگرانی کرنی پڑتی ہے۔

آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ ان ملکوں میں نئے شامل ہونے والے احمدی جو یہاں کے مقامی ہیں اور بعض دوسری قوموں کے بھی ہیں اور ان میں سے بھی اکثریت عورتوں کی ہے انہوں نے آپ کے نمونے دیکھنے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ جن عورتوں نے یعنی یہاں کی مقامی عورتوں نے مردوں کے ساتھ شادیاں کی ہیں وہ ان مردوں کے نمونے بھی دیکھیں گی اور اتنا ہی دین سیکھیں گی اور سمجھیں گی جتنا ان کے پاکستانی خاوند یا پرانے احمدی خاوند دین پر عمل کرتے ہیں۔ اس لئے مردوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ ان کی تربیت کریں۔ مردوں کو میں اس سے باہر نہیں کر رہا۔ لیکن عورتوں کے ماحول میں جب یہ نئی عورتیں آئیں گی یعنی نئی احمدی ہونے والی عورتیں آئیں گی جنہوں نے بیعت کی ہے اور احمدیت میں شامل ہوئی ہیں تو وہ آپ عورتوں کے نمونے بھی دیکھیں گی۔ لجنہ کے اجلاسوں میں، اجتماعوں میں وہ آپ کا اٹھنا بیٹھنا اور عمل دیکھیں گی۔ دینی احکام کی آپ کتنی پابندی کرتی ہیں وہ یہ سب کچھ دیکھیں گی۔ آپ جس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرتی ہیں وہ دیکھیں گی۔ اور اگر آپ لوگوں کے قول و فعل میں تضاد ہوگا، اگر آپ کے رویّے اسلامی تعلیم کے خلاف ہوں گے۔ اگر آپ ایک دوسرے کی عزت اور احترام نہیں کر رہی ہوں گی تو آپ ان کے لئے ٹھوکر کا باعث بن سکتی ہیں۔

پس ایک بہت بڑی ذمہ داری آپ عورتوں کی جو پرانی احمدی عورتیں ہیں جو پاکستان سے ہجرت کر کے یہاں آئی ہیں یہ ہے کہ آپ اپنے نمونے ان لوگوں کے سامنے قائم کریں۔ ایسے نمونے قائم کریں جو اسلام کی حسین تعلیم کے نمونے ہیں تا کہ نئے شامل ہونے والوں کی تربیت بھی ہو سکے اور آپ کے ان نمونوں کی بدولت اور آپ کے ان نمونوں کی وجہ سے آپ کے لئے تبلیغی میدان میں بھی وسعت پیدا ہو سکے۔ آپ احمدیت اور اسلام کا پیغام بھی آگے پہنچا سکیں۔ آپ کے لئے مزید راستے کھل سکیں جن پر چل کر آپ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچائیں گی۔ یاد رکھیں آپ کے نمونوں کو دنیا بڑے غور سے دیکھتی ہے۔

آج یہاں ان ملکوں میں مختلف قوموں کے لوگ آباد ہو گئے ہیں۔ مختلف جگہوں سے لوگ آئے ہیں جن میں عرب کے مختلف ممالک کے لوگ بھی شامل ہیں ترکی وغیرہ کے لوگ بھی شامل ہیں اور دوسری قوموں کے بھی ہیں۔ تو ان مسلمان ملکوں کے لوگ جو یہاں آئے ہیں ان کو جب آپ تبلیغ کرتی ہیں یا مرد تبلیغ کرتے ہیں تو آپ کا اسلام پر عمل اگر ان سے بہتر نہیں ہے تو وہ آپ سے سوال کریں گے کہ تم میں ہماری نسبت کیا بہتری ہے؟ اسلام کے مطابق تمہارے کیا عمل ہیں جو ہمارے سے بہتر ہیں؟۔ پہلے یہ بتاؤ کہ زمانے کے امام کو مان کر تم نے اپنے اندر کیا انقلاب پیدا کیا ہے جو ہمیں کہہ رہی ہو کہ ہم بھی اس امام کو مان لیں۔

مَیں پہلے بھی ایک دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ مثال دے چکا ہوں کہ انہی ملکوں میں، مغرب میں ہی ہمارے ایک مبلغ ترکوں میں تبلیغ کے لئے گئے تو ان ترکوں نے کہا کہ کون سے صحیح دین کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو۔ تمہاری عورتیں تو خود اس پر عمل نہیں کرتیں۔ تو اس بیچارے نے بڑا شرمندہ ہو کر پوچھا کہ ہماری عورتوں کے کیا عمل ہیں جو تم نے دیکھے ہیں؟ کیا برائی ہے جو تم نے ہم میں دیکھی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ اسلام میں ایک حکم پردہ کا بھی ہے۔ ہماری عورتیں برقعہ پہنتی ہیں، اکثر پردہ کرتی ہیں جب کہ تمہاری عورتیں بازاروں میں بغیر حجاب اور پردے کے پھرتی ہیں۔ تو جن چند ایک کو انہوں نے دیکھا ان سے انہوں نے پوری جماعت احمدیہ کو اس پیمانہ پر رکھا حالانکہ میرے خیال میں ایسی چند ایک ہوں گی۔ تو دیکھیں ان چند لڑکیوں یا عورتوں کی وجہ سے ان لوگوں نے احمدیت کے بارے میں بات سننے سے ہی انکار کر دیا۔ ایسی عورتیں یا لڑکیاں جماعت کی بدنامی کا باعث علیحدہ بنیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ہمارے مرید ہمیں بدنام نہ کریں۔ یہ الفاظ میرے ہیں، کچھ اس قسم کے ملتے جلتے الفاظ ہی ہیں۔ تو دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب ہو کر پھر ایسی باتیں جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں ان سے بچنا چاہئے۔

پردہ ایک بنیادی اسلامی حکم ہے اور قرآن کریم میں بڑا کھول کر اس کے بارے میں بیان ہوا ہے۔ لوگ جو قرآن کریم غور سے نہیں پڑھتے سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں اتنی سختی نہیں کی۔ یہ تو ایسا واضح حکم ہے جو بڑا کھول کر بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلے بھی میں دو تین دفعہ کہہ چکا ہوں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شائد میں ہی اس کو سختی سے زیادہ بیان کر رہا ہوں۔ حالانکہ میں وہ بیان کر رہا ہوں

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں